نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۶۸ قیمت پندرہ روپے جنوری ۲۰۰۲ء

ای نوربخش عالم می دہ مرا دمادم
زان ساغری کہ خاتم نوشید آبِ حیوان



پکھلی کے حاکم سلطان خضر شاہ کے قلعے کا بیرونی منظر جہاں حضرت شاہ ہمدانؒ نے زندگی کے آخری ایام گزارے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۶۸ — قیمت پندرہ روپے — جنوری ۲۰۰۲ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر: علامہ محمد بشیر، آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

اکاؤنٹ نمبر UBL 17738 سیکریٹریٹ برانچ اسلام آباد

نوائے صوفیہ میں شائع ہونے والے مضامین، خطوط، خبروں اور شرعی سوالات کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے۔

فہرست مضامین

پرنٹر اینڈ پبلشر محمد بشیر نے انٹر گرافک پرنٹرز آئی نائن فور اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ ۳۵۱-اے جی سکس ون ون سے شائع کیا۔

الکتاب (گزشتہ سے پیوستہ)

قرآنِ مجید

مولانا عبدالحمید ایم اے۔ بی ایڈ

و اذ قال ربک للملئکۃ انی جاعل" فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا یفسد فیھا و یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم ما لا تعلمون O

ترجمہ :

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں انہوں نے عرض کیا کیا توزمین میں ایسے شخص کو (نائب) بنائے گا جو اس میں فساد انگیزی کرے گا اور خون ریزی کرے گا؟ حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں اور (ہمہ وقت) پاکی بیان کرتے ہیں۔ (اللہ نے) فرمایا میں وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

تشریح :

فرشتے کیا ہیں؟ ...... فرشتوں کے بارے میں صحیح ترین اور متفق قول یہ ہے انھا اجسام لطیفۃ" قادرۃ علی التشکیل باشکال مختلفۃ (بیضاوی)

"یہ لطیف اور نورانی اجسام ہیں جنہیں اپنی لطافت کے باعث مختلف شکلیں بدلنے پر قدرت حاصل ہوتی ہے۔"

عام انسان ان کو اصلی صورت میں نہیں دیکھ سکتے کیونکہ انسانی آنکھ صرف کثیف اور مادی اجسام کو ہی دیکھ سکتی ہے۔ غیر مادی اور لطیف اشیاء کو نہیں مگر وہ عرفاء واولیاء اور کاملین جنہوں نے تزکیۂ نفس اور تصفیہ باطن کے ذریعے اپنی باطنی آنکھ کو روشن کر لیا ہو اور ان کی چشم بصیرت سے مادی حجابات اٹھ چکے ہوں وہ نہ صرف ملائکہ کو دیکھ سکتے ہیں بلکہ ان سے ملاقات اور اکتساب فیض کا شرف بھی حاصل کرتے ہیں۔

فرشتوں کی مدد :

جب باری تعالیٰ چاہتا ہے فرشتوں کے ذریعے اپنے مقبول بندوں اور دوستوں کی مدد بھی کرتا ہے جیسا کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں نے مسلح ہو کر مجاہدین اسلام کی مدد کی۔ ارشاد ربانی ہے۔

یمددکم ربکم بخمسۃ الآف من لملائکۃ مسومین (آل عمران ۱۲۵)

"تمہارے رب نے پانچ ہزار مسلح فرشتوں کے ذریعے تمہاری مدد کی۔"

علامہ اقبالؒ نے اس نصرت الٰہی کو ہر دور کی حقیقت قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

(جاری ہے)

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ)

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

وسننها وضع الانف على الارض و زيادة التسبيح كما فى الركوع و الدعآء فيهما و صيغته هذه اللهم لك سجدت و لك اسلمت و بك امنت سجد وجهى للذى خلقه و صوّره و شق سمعه و بصره فتبارك الله احسن الخالقين والدعآء بينهما و صيغته هذه اللهم اغفرلى وارحمنى واهدنى و عافنى واعف عنّى او ما قرب منه و تجافى المرفقين من الجنبين والبطن عن الفخذين للرّجال و للنسآء الانضمام و وضع اليدين فى السجود حذآء الاذنين باسطاً يديه غير منفرج الاصابع و جلسة "خفيفة" بعد السجدة الثانية والاعتماد على اليدين اذا اراد القيام لركعة اخرىٰ و رفع الركبتين من الارض قبل اليدين لانه اقرب الى التوضع والعجز

ترجمہ :

سجدے کے مسنون امور :

ناک کو زمین پر رکھنا رکوع کی مانند تسبیح کا زیادہ پڑھنا، دونوں سجدوں میں دعا کا پڑھنا۔ دعا کے الفاظ یہ ہیں اللّٰھم لک سجدت الخ "پروردگار! میں صرف تیرے لیے جھکا، صرف تیرے لیے سر تسلیم خم کیا، صرف تجھ پر ایمان لایا، میرا منہ اس ذات کے لیے جھکا جس نے اسے پیدا فرمایا، اس کی شکل بنائی، اس کے کان اور آنکھ بنائی۔ سب سے بہتر پیدا کرنے والا اللہ بابرکت ہے۔" دونوں سجدوں کے درمیان دعا کا پڑھنا، دعا کے الفاظ یوں ہیں۔ اللّٰھم اغفرلی الخ "پروردگار مجھے بخش دے، مجھ پر ترس کھا، مجھے ہدایت دے، مجھے آرام دے اور مجھ سے درگزر فرما۔" یا ان سے ملتے جلتے الفاظ کہے۔ مردوں کے حق میں کہنیوں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھنا، عورتوں کے حق میں ملا کر رکھنا، سجدے میں ہاتھوں کو بند انگلیوں کے ساتھ کانوں کے برابر پھیلا کر رکھنا، دوسرے سجدے کے بعد ایک ہلکی سی نشست، اگلی رکعت کے لیے جب کھڑا ہونا چاہے تو ہاتھوں پر ٹیک لگانا اور ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین سے اٹھالینا کیونکہ یہ حالت انکساری اور عاجزی کے زیادہ قریب ہے۔

وضاحت :

مذکورہ عبارتوں میں نماز گزار کے لیے نماز میں سجدہ ریز ہونے کے دوران مندرجہ ذیل امور کو مسنون عمل قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ ناک کی حالت
۲۔ ایک سے زائد تسبیح
۳۔ دعا کا اضافہ
۴۔ کہنیوں کی ہیئت

۵۔ قعدۂ خفیفہ کی دعا
۶۔ پیٹ کی حالت
۷۔ ہاتھوں کا حلیہ
۹۔ ہلکا سا وقفہ
۱۰۔ ہاتھوں کا سہارا
۱۱۔ گھٹنوں کی ترتیب

تفصیلِ وضاحت :

۱۔ "ناک کی حالت" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار جب سجدہ کا حکم بجا لانے کی غرض سے سجدہ ریز ہو جائے تو سجدے کی ہیئت کذائی نمودار ہوتے ہی وہ اپنی ناک کو بھی سجدہ گاہ کے ساتھ ملا دے۔ ایسا کرنا اس کے لیے مسنون ہے۔ اگر نماز گزار اپنی ناک کو سجدہ گاہ پر نہ لگادے تو نماز کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا بلکہ وہ ایک مسنون عمل کی بجا آوری سے رہ جانے والا نماز گزار قرار پائے گا۔

۲۔ "ایک سے زائد تسبیح" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار جس طرح سے رکوع کی حالت میں تسبیح رکوع کو ایک سے زائد بار پڑھتا ہے یعنی گیارہ بار تک پڑھنا روا رکھا گیا ہے اسی طرح وہ سجدے کی تسبیح کو بھی ایک سے زائد یعنی گیارہ بار تک پڑھ سکتا ہے۔

۳۔ "دعا کا اضافہ" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار کے لیے جس طرح سے رکوع کی اصل تسبیح پڑھ چکنے کے بعد مزید دعا کا اضافہ کرنا شرعاً روا رکھا گیا ہے اسی طرح سجدے میں سجدے کی اصل تسبیح پڑھ چکنے کے بعد مزید دعا کا پڑھنا شرعاً روا رکھا گیا ہے۔ دعا کے الفاظ متن عربی میں یوں مذکور ہوئے ہیں۔

اللّٰھم لک سجدت و لک اسلمت و بک امنت الخ

۴۔ "قعدۂ خفیفہ کی دعا" کا مطلب یہ ہے کہ دونوں سجدوں کے درمیان وقوع پذیر ہونے والے وقفے کو خالی نہ چھوڑا جائے بلکہ اس وقفے کے دوران جو بھی مناسب دعا نماز گزار پڑھنا چاہے تو ایسا کرنا مسنون ہے۔ اس مخصوص وقفے کا نام نماز کی اصطلاح میں "قعدۂ خفیفہ" ہے۔ دعا کی ایک مثال متن عربی میں یوں دی گئی ہے۔

اللّٰھم اغفرلی وارحمنی واھدنی الخ

۵۔ "کہنیوں کی ہیئت" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار سجدہ ریز ہونے کے دوران اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے بالکل دور رکھے۔ ایسا کرنا مسنون قرار دیا گیا ہے۔ یہ مرد نماز گزار کے لیے ہے۔ اگر نماز گزار عورت ہو تو وہ اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے بالکل ملا کر رکھے۔ ایسا کرنا عورت کے لیے مسنون قرار دیا گیا ہے۔

۶۔ "پیٹ کی حالت" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار جب سجدہ ریز ہو جائے تو وہ اپنے پیٹ کو رانوں سے دور رکھے اور اس کا پیٹ رانوں سے لگنے نہ پائے۔ یہ مرد نماز گزار کے لیے مسنون قرار دیا گیا ہے۔ اگر نماز گزار عورت ہو تو وہ پیٹ کو رانوں سے ملا کر رکھے۔ ایسا کرنا عورت کے لیے مسنون قرار دیا گیا ہے۔

۷۔ "ہاتھوں کا حلیہ" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار جب سجدہ ریز ہو جائے تو وہ اپنے ہاتھوں کو کانوں کے برابر اس طرح سے پھیلائے رکھے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی نہ ہوں بلکہ بند ہوں۔ ایسا کرنا مرد اور عورت کے لیے دونوں نماز گزاروں کے لیے مشترکہ مسنون عمل قرار دیا گیا ہے۔

۸۔ "ہلکا سا وقفہ" کا مطلب یہ ہے کہ نماز گزار دوسرے سجدے سے فراغت پا کر نہایت ہلکی سی نشست نمودار

باقی صفحہ ۶ پر

سیرت و سوانح ائمہ

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد ابراہیم فیضی فاضل عربی۔ ایم اے

سیرت و سوانح ائمہ کے عنوان سے ایک سلسلۂ مضمون شروع کیا گیا تھا۔ طبیعت کی خرابی کی بنا پر یہ سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ اب اس سلسلہ کو پھر سے جاری کیا جارہا ہے۔ جو انشاء اللہ قسط وار نوائے صوفیہ میں شائع ہوگا اور مستقل بنیاد پر ہوگا۔ گزشتہ قسط میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل کے واقعات کو قلمبند کیا گیا تھا۔ اس شمارے میں سرور کائنات کی ولادت کا بیان کیا جاتا ہے۔

ولادتِ باسعادت:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخِ ولادت کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ بعض محققین اور سیرت نگار ۹ ربیع الاول کو، بعض ۱۲ ربیع الاول کو اور بعض ۷ ربیع الاول کو آپ کی تاریخ ولادت قرار دیتے ہیں۔ جبکہ آپ تاریخ وفات کے بارے میں یہ فیصلہ قطعی ہے کہ آپ ۲۸ صفر المظفر کو بیمار ہوئے اور چودہ دن بیمار رہنے کے بعد ۱۲ ربیع الاول کو انتقال فرمایا۔ چنانچہ اہل صوفیہ نوربخشیہ اس تاریخ کو خصوصی اعمال بجالاتے ہیں۔ بعض مکاتب فکر والے اس تاریخ کو آپ کا یوم وفات منانے کی بجائے یوم ولادت مناتے ہیں جبکہ صرف ابن خلدون کے نزدیک آپ کی تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاول ہے جبکہ بیشتر محققین سیرت نگاروں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ولادت ۹ ربیع الاول ثابت کی ہے اور جدید تحقیق بھی یہی بتاتی ہے۔ نوربخشی کسی اور مکتب فکر کی دیکھا دیکھی ۷ ربیع الاول کو عید میلاد مناتے آئے ہیں جبکہ نوربخشی کتابوں سے ۷ ربیع الاول کی تاریخ یوم ولادت ثابت نہیں ہے۔ تاہم چونکہ یوم میلاد کے خاص اعمال نہیں ہیں اس لیے اس صورت حال سے کوئی خاص پیچیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ جبکہ بارہ تاریخ کو ولادت اور وفات دونوں کا دن ماننے کی صورت میں اس تاریخ کو عید منانا محل نظر ہوگا کیونکہ فطری بات ہے کہ اگر ایک دن خوشی اور غم یکجا ہوں تو غم کا احساس خوشی پر حاوی ہوجاتا ہے۔

آپ کی ولادت ہوئی کئی واقعات رونما ہوئے۔ آپ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وھب روایت کرتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت ہوئی تو میرے جسم سے ایک نور نکلا۔ میں اس کی روشنی میں شام کے محلات دیکھ سکتی تھی۔ اس روز آتشکدۂ ایران سرد ہوگیا اور کسریٰ کے محل میں چودہ کنگرے گر گئے۔ پیدائش کے وقت آپ نہایت حسین و جمیل تھے چنانچہ حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں یارسول اللہ آپ جیسا حسین شخص میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ جیسا خوبصورت بچہ آج تک کسی ماں نے نہیں جنا۔

آپ تمام عیبوں سے پاک پیدا کیے گئے۔ گویا آپ اس طرح پیدا ہوئے جس طرح آپ خود چاہتے تھے۔

جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے والد حضرت عبداللہ وفات پاچکے تھے لہٰذا آپ مادر زاد یتیم تھے اور تاریخِ اسلام میں آپ درِ یتیم کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے جب حقوق العباد کا

بیان فرمایا تو یتیموں کے حقوق کا خاص طور پر ذکر کیا اور فرمایا کہ یتیموں کے احساسات قلبی میں زیادہ جانتا ہوں کہ میں خود یتیم پیدا ہوا تھا۔ چونکہ آپؐ کے رحم مادر میں منتقل ہونے کے دو ماہ بعد حضرت عبداللہ کا انتقال ہوا تھا اس لیے آپ کا کوئی بھائی یا بہن نہ تھی اور یہ خاص قدرت کا منشا تھا کہ کوئی مرد یا عورت وراثت اور شرکت کا دعویٰ نہ کر سکے۔ آپ کی پیدائش کی خبر آپؐ کے چچا ابولہب کو اس کی لونڈی ثوبیہ نے دی تو ابولہب نے خوشی کے عالم میں اسے آزاد کر دیا۔ رضاعت کا معاملہ پیش آیا تو عرب والوں کے دستور کے مطابق آپؐ رضاعت کے لیے دیہات میں بھیج دیا گیا جس کی ایک وجہ یہ ہوا کرتی تھی کہ بچہ اصل اور خالص عربی زبان سیکھ سکے کیونکہ شہروں میں عجمی لوگوں کی آمد و رفت کے باعث زبان خالص نہ رہتی تھی۔ .... (جاری ہے)

بقیہ: مجموعۂ شریعتِ محمدیہ

کر کے اگلی رکعت کے لیے حالتِ قیام کی طرف آتے ہوئے ہاتھوں کو جائے نماز کے ساتھ ٹیک لگا دے۔

۱۰۔ "گھٹنوں کی ترتیب" کا مطلب یہ ہے کہ نمودار کی گئی نہایت ہلکی سی نشست سے حالتِ قیام پر آنے کے لیے "ہاتھوں کا سہارا" والی صورت کے بعد جائے نماز سے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے اٹھائے اور بلا کسی وقفہ کے حالتِ قیام پر آجائے۔ گویا حالتِ قیام پر آنے میں جائے نماز سے ہاتھوں کی فرقت پر گھٹنوں کی فرقت کو سبقت حاصل ہوتی ہے۔ سبقت کی اس حالت کو عجز و انکسار کی صورت سے بہت زیادہ نزدیک ہونے کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ ایسا کرنا بہتر ہے۔ اگر اس کی خلاف ورزی ہو جائے تو نماز کی صحت متاثر نہیں ہوگی۔ بلکہ یہ ایک غیر اولیٰ عمل قرار پائے گا۔

(جاری ہے)

بقیہ: قارئین کے خطوط

نوائے صوفیہ کو پچھلے سال سے خط لکھ رہا ہوں مگر میرے خطوط شائع نہیں ہوتے۔ ہم دراس کرگل کی بلند چوٹیوں پر اسلام کی سربلندی کی خاطر فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہتے ہیں۔ نوائے صوفیہ میں دراس اور کرگل کے بھائیوں اور بہنوں کے بارے میں پڑھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میرے چند سوالوں کے جوابات درکار ہیں۔

آصف کوروی دراس کارگل سیکٹر

مدہ ناچیز نے ایک ہزار روپے عطیہ کے طور پر ارسال کیے تھے۔ وہ میں نے نمائندہ نوائے صوفیہ حاجی سلیم صاحب کے حوالے کیے تھے اور نوائے صوفیہ کے دفتر میں پہنچنے کی اطلاع ہے۔ معروفی صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ مجھے نوائے صوفیہ جنوری ۲۰۰۱ء سے جاری ہے مگر مجھے تاحال نہیں ملا۔ اگر نوائے صوفیہ جاری کی ترسیل جاری رکھنی ہے تو میں اس کا چندہ تین سو روپے ارسال کروں گا۔ یہ ایک فوجی کا خط ہے اگر کوئی غلطی ہو معاف فرمائیں۔

حوالدار حاجی غلام محمد نمبر ۸۱

(شعبہ ترسیل اور انتظامیہ مندرجہ بالا شکایت کی تحقیق کر کے اس کا ازالہ کرے۔ مدیر)

نوائے صوفیہ کی ترقی کے لیے دعاگو ہوں۔ مجھے آپ نوائے صوفیہ اس ایڈریس پر ارسال کریں۔

نیو اعوان آٹو سٹور پل نہر روڈ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا

محمد اقبال جاوید نمبر ۲۳۷ لاہور

(شعبہ ترسیل پتہ کی تبدیلی کو نوٹ کرے۔ مدیر)

ادب تصوف (گزشتہ سے پیوستہ)

رسالۂ نوریہ

تصنیف : میر سید محمد نور بخشؒ

ترجمہ : غلام حسن نور بخش

یہاں تک مقامات و حالات اولیاء کا بیان ہے۔ ایسی انتہا کے بعد شان الٰہی یہ ہے کہ ہر دور میں آدمی پیدا کیے جن سے اور ... پیدا کیں جس سے عالم معمور ہو گیا اور بہت سے پیغمبر پیدا کیے ہر ایک پر وحی بھیجی اور ان پر کتابیں نازل کیں اور کئی ہزار اولیاء پیدا کیے اور ان پر تجلی بھیجی اور ہر ایک کے ساتھ خصوصی تعلق رکھا اور ایک دوسرے کو اس کی خبر نہ تھی یعنی

الطرق الی اللہ بعدد انفاس الخلائق ولا یتجلی فی صورۃ مرتین ولا فی صورۃ للاثنین

اللہ کی طرف راستے مخلوق کی سانسوں کے برابر ہیں۔ ایک شکل میں دو مرتبہ تجلی ڈالی جاتی ہے اور نہ دو کو ایک جیسی شکل عطا کی جاتی ہے۔"

ای ترا با ہر دلی کارِ دگر
در پس ہر پردہ بازارِ دگر

اے پاک ذات تجھے ہر دل کے ساتھ الگ کام ہے۔
اور ہر پردے کے پیچھے تیرا الگ بازار ہے۔"

☆ اور یہ کہ "ہر ایک نے اس کی پرستش کی اور سجدے کیے" یہ معبودیت کی صفت ہے اور اس کا تمام صفات حق سے متصف ہونا ہے یعنی حی، علیم، سمیع، بصیر، قدیر، مرید اور متکلم اور باقی صفات کمال۔

☆ اور یہ کہ "رزق دی" صفت رزاقیت ہے۔

☆ اور یہ کہ "جسے چاہے بہشت میں بھیج دے۔" یہ صفت غفاریت ہے۔

☆ اور یہ کہ "جسے چاہے دوزخ میں بھیج دے۔" یہ صفت قہاریت ہے۔

☆ اور یہ کہ "لمن الملک کہا" یہ صفت کلام اور مالکیت ہے۔

☆ اور یہ کہ "بذات خود قائم تھا" یہ صفت قیومیت ہے۔

اگر سالک صفات حضرت حق کا تفصیل سے مشاہدہ کرے تو یہ کمال ولایت کی دلیل اور صحت دماغ کی علامت ہے۔

☆ اور یہ کہ "لاکھوں آدم" یہاں یہ لفظ مبالغہ ہے یا اس مقدار سے زیادہ کی گنجائش نہ رکھنا ہے اس لیے کہ شان الٰہی لا متناہی ہے۔ عدد احد کے آس پاس نہیں ہو سکتا جب تک ہے ایسا ہی ہوگا اور جب تک ہوگا اسی طرح ہوگا۔

قیامت کا بیان :

جان لو، اللہ تعالیٰ تجھے کمال عرفان تک پہنچائے (آمین) کلام اللہ اور احادیث صحیح رسول کی صریح نص میں انبیاء، حکماء اور اولیاء کے ارشادات میں قیامت سے متعلق بہت سی باتیں مذکور ہیں۔ مختلف قوموں اور امتوں میں اس میں بہت سے اختلافات ہیں اس لیے واجب ہوا کہ قیامت کا بیان کروں تاکہ اقوام کے شبہات دور ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جان لو اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تیرا حشر فرمائے (آمین) قیامت کی دو اقسام ہیں۔

۱) قیامت انفسی ۲) قیامت آفاقی

ان میں سے ہر ایک کی چار چار قسمیں ہیں۔

۱) صغریٰ ۲) وسطیٰ

۳) کبریٰ ۴) عظمیٰ

قیامتِ انفسی کی اقسام:

۱۔ قیامتِ صغریٰ انفسی:

قیامت صغریٰ انفسی یہ ہے کہ حکم

موتوا قبل ان تموتوا

"موت طبعی سے پہلے موت اختیاری سے مر جاؤ۔"

کے تحت توفیق الٰہی کی بدولت مناہی (ممنوعات) اور ملاہی (کھیل کود) سے توبہ کرے۔ نفس امارہ کو لذات شنیعہ اور شہوات قبیحہ سے موتِ اختیاری کے ذریعے مارے اور اعمال صالحہ و صفات محمودہ کے ذریعے مطمئن اور زندہ کرے۔

۲۔ قیامتِ وسطیٰ انفسی:

قیامت وسطیٰ انفسی یہ ہے کہ سالک کی روح

ابدانهم فی الدنیا و قلوبهم فی الاخرة

"ان کے جسم دنیا میں اور دل آخرت میں ہیں"

کے تحت عالم ملک، مکاشفات صوری سے منہ پھیر لے اور عالم ملکوت اور مشاہدات معنوی کی جانب تقرب حاصل کرے۔

۳۔ قیامتِ کبریٰ انفسی:

قیامت کبریٰ انفسی یہ ہے کہ

ونفخ فی الصور فصعق من فی السموت و من فی الارض الا من شاء الله (الزمر ٦٨)

"اور جب صور پھونکا جائے گا تو آسمان و زمین میں سب بے ہوش ہو جائیں گے سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔"

ثم نفخ فیه اخری فاذاهم قیام ینظرون (الزمر ٦٨)

"پھر جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب اٹھ کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔"

کے مطابق عالم جبروت اور اعیان ثابتہ سے واصل ہو جاتے ہیں۔

۴۔ قیامتِ عظمیٰ انفسی:

قیامت عظمیٰ انفسی یہ ہے کہ

انا لله و انا الیه راجعون (البقرة ١٥٦)

کے تقاضا کے تحت تمام کثرات جسمانی، تعینات روحانی، اور تصورات اعیانی سے گزر جاتے ہیں اور عالم وحدت صرف سے پیوست ہو کر فنافی اللہ پاتے ہیں۔ حقیقی زندگی بقاباللہ پا کر زندۂ جاوید بن جاتے ہیں۔

قیامت آفاقی کی اقسام

۱۔ قیامتِ صغریٰ آفاقی:

قیامت صغریٰ آفاقی یہ ہے کہ

من مات قیامته

کے بموجب افراد نوع انسان میں سے ہر فرد پر قاطع کلی اور قاطع جزوی کے سبب موت اضطراری طاری ہو جاتی ہے۔

۲۔ قیامت وسطیٰ آفاقی:

قیامت وسطیٰ آفاقی یہ ہے کہ حکم

و لنبلونکم بشیء من الخوف و الجوع و نقص من الاموال و الانفس والثمرات (البقرہ ١٥٥)

"ہم تمہیں خوف، بھوک اور مالی، جانی اور میوہ جات کے نقصان سے آزمائیں گے"

کے تحت طاعون، وبا، قتل عام، قحط کے سبب بکثرت لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔

۳۔ قیامتِ کبریٰ آفاقی :

قیامت کبریٰ آفاقی یہ ہے کہ

و قال نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا (نوح ۲۷)

"اور نوح نے کہا کہ اے رب کافرین میں سے کسی کو بسا نہ رہنے دے۔"

کے تحت طوفان عظیم یا کسی اور سبب کی بناء پر روئے زمین پر کوئی زندہ نہ رہے مگر تھوڑے آدمیوں کی جماعت جیسا کہ کشتی نوح میں سوار افراد۔

۴۔ قیامتِ عظمیٰ آفاقی :

قیامت عظمیٰ یہ ہے کہ ارشاد

ان الساعة اٰتیة لا ریب و لکن اکثر الناس لا یؤمنون (غافر ۵۹)

"بے شک قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں رکھتے۔"

کے مطابق ضبط، انتظام کے واسطے کرۂ ارض پر فنا و تباہی ہو اور روئے کوئی متنفس باقی نہ رہے۔

کل من علیها فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام (الرحمن ۲۶،۲۷)

"جو بھی اس میں ہے فنا ہو جائے گا سوائے پروردگار عالم کے جو جلال و اکرام والا ہے۔"

واقع ہو جائے اور حضرت مالک الملک کا خطاب

لمن الملک الیوم (غافر ۱۶)

"آج ملک کس کا ہے؟"

جہاں سے ہو۔ اس وقت کوئی ذی روح نہیں ہو گی جو اس خطاب الٰہی کا جواب دے سکے تب حضرت حق تعالیٰ خود جواب میں فرمائیں گے۔

للہ الواحد القہار (غافر ۱۶)

"اللہ کے لیے جو واحد اور زبردست ہے۔"

اللہ کی قدرت :

اے واقف اسرار، جان لو کہ حضرت قادر مختار کائنات کو تباہ کرنے، بنی آدم کو ہلاک کرنے، صراط، کتاب، میزان، اہل سعادت کو جنت میں اور اہلِ شقاوت کو جہنم میں پہنچانے، ہر ایک کو اپنے اپنے مقررہ مقامات میں داخل کرنے، ثواب و عقاب مقسوم فرمانے کے بعد پھر دوبارہ بسائط و مرکبات کی بساط بچھا سکتا ہے یعنی حکم

یا ارض ابلعی مائک و یا سماء اقلعی (ہود ٦٦)

باب خاک کو شق فرمائے۔ سمندروں خلیجوں اور دریاؤں میں مٹی بچھا دے یہاں تک کہ ان میں زمین ظاہر ہو اور اس میں نباتات کے انواع اگائے۔ حیوانات پیدا فرمائے اور کھنکتی مٹی سے آدمی پیدا کرے تا کہ بازار معاملہ احرائے خلد کی منفعت نظام و سامان سے لیس ہوں اور

و ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون (الذاریات ٥٦)

"اور ہم نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔"

کے تقاضا کے مطابق اللہ کے بندے اللہ کی سلطنت میں طاعت و عبادت اور کسب معرفت میں مشغول ہوں یوں خوش نصیب بہشت میں پہنچیں اور بدبخت دوزخ میں گرفتار ہوں۔ اس معنی میں دین اسلام اور شریعت سید انام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں کوئی ردو قدح لازم نہیں آتا۔

حشر اجساد:

اے ہمدوں کے ہادی جان لے، حشر اجساد علمائے ربانی اور حکمائے یونانی کے نزدیک متفق علیہ ہے لیکن علماء حکم

قال من یحی العظام وھی رمیم قل یحیھا الذی انشأھا اول مرة و ھو بکل خلق علیم (یسین ۷۹،۷۸)

"کہا ان بوسیدہ ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ فرماوہی جس نے پہلی بار انہیں زندہ کیا تھا اور وہ ہر ایک پیدائش سے خوب واقف ہے۔"

ے جانتے ہیں کہ بوسیدہ ہڈیوں کا احیاء ضرور واقع ہوگا۔ اس کا منکر کافر ہے اور اللہ تعالیٰ اسے شدید عذاب دے گا لیکن حکماء ..ش افلاک اور ان کی روئے زمین پر اثرات کے تحت اس کے قائل ہیں۔

هر هیئت و هر نقش گر شد محو کنون
در مخزن روزگار گردد مخزون
چون باز همان وضع شود وضع فلك
ان پردهٔ غیبش آورد حق بیرون

"اگر تمام شکل وہیئت اور نقش ونگار مٹ گئے اور خزانہ روزگار میں دفن ہو گئے تو پھر دوبارہ اسی وضع قطع میں کائنات بن جائے گی اور اس اسے حق پردۂ غیب سے باہر لائے گا۔"

یعنی حرکتِ افلاک ایک گردش ہے جو اوضاع فلکی کے اقتضا کے مطابق ہوتی رہتی ہے۔ جب گردش کے حساب سے افلاک میں وہی اوضاع ظہور میں آتے ہیں قران، ادوار، اکوار، رتق، فتق، اتصالات و امتزاجات جزوی، ان اوضاع کی مجموعی ہیئت جو اقتضا کرتی ہیں بعینہٖ بلا کم وبیش ہوتی ہیں۔ ان مقدمات کی بنیاد پر لازم آتا ہے کہ دورِ اعظم میں بالکل یہی روح بعینہٖ اسی جسم پر قابض ہو اور وہ بوسیدہ ہڈیاں جن سے پہلی بار روح کو زندگی ملی تھی پھر دوبارہ روح کو وہی زندگی مل جائے۔

مقصد یہ ہے کہ بوسیدہ ہڈیوں کا احیاء صاحب شرع و حکمت کے نزدیک ہر حال میں متفقہ ہے اگرچہ کیفیت اور حیثیت میں اختلاف ہے۔ عوام اہل اس کی کیفیات میں گہرے غور و خوض کی مکلف نہیں ہیں لیکن اس پر علی الیقین اعتقاد رکھنا کہ حشر اجساد جب کلام اللہ کی نص صریح میں موجود ہے اور دوسری وجوہ کا احتمال نہیں ہے البتہ ہو سکتا ہے۔ حضرت اللہ تعالیٰ تمام مکاشفین کو کمال عرفان تک پہنچائے اور تمام عارفین کو کشف و عیان کا مظہر بنائے۔

بحرمة کمل اولیائه من الاقطاب الی الافراد

مہدیٔ برحق

اقبال

سب اپنے بنائے ہوئے زنداں میں ہیں محبوس
خاور کے ثوابت ہوں کہ افرنگ کے سیار
پیرانِ کلیسا ہوں کہ شیخانِ حرم ہوں
نے جدّتِ گفتار ہے، نے جدّتِ کردار
ہیں اہلِ سیاست کے وہی کہنہ خم و پیچ
شاعر اسی افلاسِ تخیل میں گرفتار
دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار

نور بخشیات (گزشتہ سے پیوستہ)

تعارفِ صوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور فاضل عربی ۔ بی ۔ اے ، بی ۔ ایڈ

صوفیہ نوربخشیہ کا عقیدۂ تقلید:

عقیدۂ تقلید کے باب میں صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات نہایت واضح، راسخ اور منطقی مفاہیم ومطالب پر مبنی ہیں۔ زیرِ نظر بحث میں ہم پہلے تقلید کے لغوی اور اصطلاحی معانی سے متعلق بعض تمہیدی باتیں عرض کرتے ہیں۔

تقلید کیا ہے؟

تقلید کے لغوی معنی قلادہ ڈالنے کے ہیں۔ حاجی لوگ حج کے ایام میں قربانی کے جانوروں کے گلے میں نعل لٹکا دیتے ہیں تاکہ شناخت ہو سکے۔ اہل عرب تقلید کو اس معنی کے علاوہ کسی انتظامی محکمے میں کسی شخص کو کسی عہدے پر نصب کرنے کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس کی صورت یہ تھی کہ ایسے شخص کی کمر سے تلوار باندھ دی جاتی تھی۔ اس کے بعد اس کا یہ مفہوم عام ہو گیا یعنی حکومت کے انتظامی محکمے میں کسی کو کوئی عہدہ دینا جس میں قاضی کا منصب بھی شامل ہے۔

(دیکھیے دائرہ معارف اسلامیہ)

اصطلاحِ شرع میں تقلید کے معنی کے بارے میں علماء کے خیالات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض کہتے ہیں تقلید کے معنی یہ ہیں کہ کسی کے قول کو اس کی دلیل کو سمجھے بغیر قبول کر لیا جائے۔ جیسا کہ کہتے ہیں۔

التقلید اخذ القول من غیر معرفة دلیله

تاج الدین سبکی لکھتے ہیں کہ تقلید یہ ہے کہ انسان کسی غیر کے قول یا فعل کو صحیح مان کر اس کی دلیل پر غور و تامل کے بغیر اس کا اتباع کرے۔ اس معنی میں تقلید اجتہاد کی ضد ہے۔

(دیکھیے اردو دائرہ معارف اسلامیہ)

مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ تقلید ایک ایسا عمل اور عقیدہ ہے جو انسان کو جمود اور ٹھہراؤ پر مجبور کرتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات اجتہاد اور تحقیق اور علمی دواعی کو ابھارنے کی تلقین کرتی ہیں۔ قرآن و سنت میں وضاحت کے ساتھ شواہد ملتے ہیں کہ اسلام تحقیق اور مشاہدے کا دین ہے۔ وہ کسی امر کو اس کے حقائق اور اصلیت پر نظر کیے بغیر واجب نہیں کرتا۔ ذاتی بصیرت اور حقائق کے مشاہدے کے بغیر مسموعات اور متروکات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ہے۔ قرآن تو ذاتی بصیرت اور مشاہدہ و تحقیق کی دعوت دیتا ہے اور ایسے حقائق و معارف کی طرف بلاتا ہے جو فکر و عقل کی جستجو کے متقاضی ہیں۔ تقلید انسان کو تعصب تنگ نظری اور حجاب نیز جنگ و جدل اور مباحثہ و مناظرہ کا سامان دے سکتی ہے، حقیقی اور سچا علم اور عرفان نہیں۔ اس لیے اہل عرفان نے تقلید کو ہی نہیں علم کو بھی حجاب کہا ہے جس میں صرف کتابی ذخیروں پر اعتبار کیا جاتا ہے۔ تحقیق و مشاہدہ کے مظاہر سے اجتناب پر مبنی علم جو تقلید کی جمودی دنیا سے وابستہ ہو کشفِ حقائق کی راہ میں سنگین رکاوٹ ثابت ہوتی ہے اور پھر ایک فاضل کو اس کا پابند کیا جاتا ہے

کہ وہ تمام حقائق و معارف کا علم رکھتا ہے اور کشف والقاء اور علم لدن وغیرہ سے بھی باخبر ہے۔ اس کے باوجود تقلید کی زنجیر میں اہل تحقیق کا خود کو جکڑ لینا قرین انصاف بات نہیں ہے۔ سب سے بڑی قباحت یہ ہے کہ تقلیدی علم محدود شے ہے جب کہ اس کے مقابلے میں تحقیقی علم لامحدود ہے۔ جتنا محقق کا علمی میدان وسیع ہوگا اتنا ہی اس کی تحقیق بھی وسیع اور مضبوط ہوگی۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من اراد اللہ خیر ایفقھہ فی الدین

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو دین کا فہم عطا فرماتے ہیں۔"

دوسری حدیث میں ہے۔

اذا اراد اللہ بعبد خیر فتح بصیرتہ

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ خیر کا معاملہ فرماتے ہیں کہ تو اس کی چشم بصیرت کو کھول دیتے ہیں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ فرمان سلونی ما دون العرش اس حقیقت پر خوب شاہد ہے۔

حضرت مولانا رومؒ اس حقیقت کو عیاں کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

علم تقلیدی بود بہر فروخت
چون بیاید مشتری خوش بر فروخت
مشتری علم تحقیقی حق است
دائما بازار او با رونق است

(مثنوی معنوی از مولانا رومؒ)

تقلید رسمی:

اہل عرفان کے ہاں تقلید کی اصطلاح یوں ہے کہ

قبول قول الغیر بلا دلیل

"کسی کی بات کو بغیر کسی دلیل و حجت کے قبول کر لینا۔"

یہی وجہ ہے کہ دوسری کی بات کو حق یا باطل ہونے کی پرکھ کے بغیر قبول کر کے اس پر اعتقاد و عمل کو تقلید رسمی کہا گیا ہے جس میں بعض اوقات مقلد کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ اس کے فقیہ کا کیا عقیدہ ہے۔

رسمی تقلید کسی شخص معین کے مخصوص نظریات کی تقلید پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ نظریات بندے کی حقیقی معراج کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے ہیں اور اسے عصبیت کا شکار بنا دیتے ہیں۔ پس یہ رکاوٹ حقیقت میں وصال محبوب اور حصول منزل کی راہ کی رکاوٹ ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ قرآن مجید کی آیت

وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا

کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

بندے اور اللہ کے درمیان رکاوٹ والی چیزیں جنہیں حجاب کہتے ہیں چار ہیں:

مال، جاہ، تقلید اور معصیت

اور تقلید حجاب اس لیے ہے کہ جب آدمی کسی طریق کو اپنا لیتا ہے تو پھر دوسری کسی بات کو سننے کے لیے اس کے دل میں گنجائش نہیں ہوتی پس چاہیے کہ ان سب باتوں کو بھلا کر لا الہ الا اللہ کے معانی پر ایمان لائے اور اپنے دل کو پختگی کے ساتھ جمائے اور دل سے تحقیق کرے۔

(کیمیائے سعادت ص ۳۵۰)

حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ تقلید رسمی کو بدعت ٹھہراتے ہیں اور اس کی قباحت پر تبصرہ فرماتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا حوالہ دیتے ہیں کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ہر بدعتی کے لیے توبہ کو پوشیدہ کر دیتا ہے یہاں

تک کہ وہ بدعت کو ترک کر دے۔" آنحضرتؐ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا روزہ، حج، عمرہ، جہاد اور نہ ہی کوئی نفل اور فرض قبول فرماتا ہے وہ اسلام سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔ میں تم کو اسلام اور واضح دین پر چھوڑ رہا ہوں جس کی رات دن کی طرح روشن ہے۔ اس سے جو پھر گیا وہ ہلاک ہو گا۔ ہر زندگی کے لیے ایک ہمت اور ہر ہمت کے لیے ایک سستی ہے جس کی تڑپ میری سنت ہو گی وہ ہدایت پا گیا اور جس کی طبیعت کسی دوسری طرف مائل ہو گی وہ برباد ہوا۔ مجھے اپنی امت میں تین چیزوں سے خطرہ ہے۔ عالم کی لغزش، خواہش تقلید اور ظالم حکمران۔ یہ تینوں میری امت کے لیے خطرے کا باعث ہوں گے۔"

(مکاشفۃ القلوب ص ۶۰۰)

آپ نے تمام مسالک و مذاہب کی تفصیلات بتاتے ہوئے تفرقہ بازی کی لعنت و مذمت کی ہے اور اپنی شہرہ آفاق تالیف المنقذ من الضلال کے اندر تو مسلک صوفیہ کو ہی راجح اور درست قرار دے کر اپنی علمی و قلبی واردات کا ذکر فرمایا ہے۔ اور ریاضت اور مجاہدوں کے دوران منکشف ہونے والے حقائق کا اظہار یوں فرمایا ہے۔

"ان خلوتوں اور عزلتوں میں بہت سے رموز و اسرار مجھ پر منکشف ہوئے ہیں جن کا احاطہ و شمار ناممکن ہے۔ ان میں سے صرف اسی قدر بیان کرتا ہوں جس سے فائدہ پہنچے۔ اس عرصہ میں مجھے یقینا معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ پر چلنے والے صرف صوفیائے کرام ہیں اور انھیں کی سیرت سب سے اعلیٰ، انھیں کا طریقہ سب سے درست اور انھیں کے اخلاق سب سے پاکیزہ ہیں۔ بلکہ اگر کل عقلاء کی عقلیں اور سب حکماء کی حکمتیں، اور تمام علماء شریعت اور واقفان علوم دینیہ کے علوم جمع کیے جائیں کہ صوفیاء کرام کی سیرت و اخلاق میں کوئی تغیر یا اس سے بہتر کوئی تبدیلی پیدا کی جا سکے تو ایسا کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہو سکے گی، کیونکہ صوفیاء کرام کی تمام حرکات و سکنات خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، مشکوٰۃ نبوت کے نور سے مقتبس ہیں اور روئے زمین پر کوئی نور سوائے نور نبوت کے ایسا نہیں ہے جس سے اکتساب نور کیا جائے۔ (یعنی اگر تقلید کے لائق ہے تو نور نبوت سے بڑھ کر کوئی روشنی اس کی قابل نہیں ہو سکتی۔)

(تلاش حق ص ۵۵)

تقلید رسمی کے ترک کرنے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی گراں قدر توجیہات ہیں جو تمام صوفیاء کرام کی اصل مدعا ہے تاہم تقلید رسمی کو چھوڑ کر تحقیق کی روش اپنانے کے بارے میں مشاہیر اولیاء کرام کے فرامین کے انبار موجود ہیں۔ ہم یہاں بخوف طوالت ان تمام توجیہات اور انکشافات کو درج کرنے سے قاصر ہیں۔ مصنفؒ موصوف یعنی امام محمد غزالیؒ کے علاوہ حضرت امام احمد غزالیؒ، شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ، حضرت معروف کرخیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت علاؤالدولہ سمنانیؒ، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت امام محمد نور بخشؒ کے علاوہ تمام اولیاء کرام جو سلسلہ ذہبیہ سے منسلک ہیں سب کے سب خود اہل تحقیق و عرفان ہیں اور تقلید رسمی سے بیزار ہیں چنانچہ تقلید رسمی کی بندشوں کو توڑتے ہوئے حضرت حجۃ الاسلام محمد غزالیؒ فرماتے ہیں۔

حتی انحلت عنی رابطة التقليد متوك باطنی الی طلب حقيقة الفطرة الاصلية

(المنقذ من الضلال)

"یہاں تک کہ تقلید کی بندش ٹوٹ گئی اور طبیعت کو یہ تلاش ہوئی کہ فطرت اصلی کی حقیقت کیا ہے۔"

حضرت شیخ امام محمد غزالیؒ کے فلسفہ ترک تقلید کو بیان کرتے ہوئے علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں۔

" تقلید کا پردہ آنکھوں سے اٹھا تو نظر آیا کہ اسلامی عقائد، اسلامی اخلاق، اسلامی علوم، اسلامی اصولِ حکومت ایک چیز بھی اس حالت پر نہیں جو قرون اولیٰ میں تھی ۔ زیادہ افسوسناک بات یہ تھی کہ ان تمام چیزوں کو رسم و رواج نے جس قالب میں بدل دیا تھا وہ مذہبی قالب خیال کیا جاتا تھا اور اس لیے ان کی اصلاح میں مخالفت کا سخت اندیشہ تھا۔ تاہم امام صاحب بلا خوف لومۃ لائم نہایت دلیری و آزادی سے عام اصلاح پر کمربستہ ہو گئے۔"

(الغزالی مولانا شبلی نعمانی ص ۱۲۴)

ان حقائق و معارف کے بیان کے بعد اب ہم عقائد و تعلیمات صوفیہ نوربخشیہ سے پردہ اٹھاتے ہیں۔

تعلیماتِ نوربخشؒ:

حضرت غوث الاعظم امام العالم میر سید محمد نوربخش قدس سرہ کی تعلیمات رسمی تقلید اور رواجی طور طریقوں کے متعلق روشن اور واضح ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ دین فہمی اور معرفت خداوندی کے سلسلے میں تین درجات متعین ہیں۔

۱۔ درجہ تقلیدیہ

۲۔ درجہ استدلالیہ

۳۔ درجہ شہودیہ

آپ کا ارشاد ہے کہ یہ جزوی وجوہات کی بنا پر ہے ورنہ اس کی کوئی انتہا نہیں ہے لیکن پھر بھی (معرفت خداوندی) ان تین چیزوں سے خالی نہیں ہے۔

فوجب علی طالب الحق لا یقنع بالتقلید و یرتقی الی الاستدلال و من الاستدلال الی الشهود والترقی من الاول لا یحصل الا بصحبة عالم ربانی و من الثانی لا یحصل الا الصحبة مرشد صمدانی

"پس حق کے طلبگار پر واجب ہے کہ وہ صرف تقلید پر قانع نہ رہے اور استدلال کی طرف ترقی کرے اور استدلال سے شہود کی طرف ترقی کرے۔"

یعنی حق کے طلبگار پر یہ بات لازم آتی ہے کہ وہ صرف رسمی تقلید پر گزارا کر کے نہ بیٹھے بلکہ وہ اس منزل سے استدلال و نظر کی طرف گامزن رہے پھر اس منزل سے ترقی کر کے شہود کی طرف استقامت پذیر ہو جائے اور رسمی تقلید سے ترقی کسی عالم ربانی کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی اور نظر و استدلال سے شہود کی طرف ترقی کسی مرشد صمدانی کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

آپ طالب حق کے لیے لازم قرار دیتے ہیں کہ وہ کسی کامل اور مکمل مرشد کی صحبت حاصل کرے جو ولایت کے تمام درجات کا حامل ہو۔ وہ درجات قلبی اطوار، غیبی انوار، صوری اور قلبی مکاشفات، احوال قلوب اور ارواح کے حالات، افلاک کی سیر اور املاک کے ساتھ طیر کرنے والا ہو۔ افعال و آثار، ذات و صفات کی تجلیات کی طرف پہنچ جانے والا ہو۔ وہ فنا اور بقا کی صورت میں ہو۔ تمام جزئیات و کلیات کو پانے والا ہو۔ اس کا علم اللہ کے ساتھ ہو جو حقیقت کا علم ہے اور خدا تک رسائی کرنے والا علم جو کہ طریقت کا علم ہے جس میں یہ مندرجہ ذیل مراتب پائے جاتے ہیں۔ معاصی سے توبہ کرنے والا۔ تمام اوقات میں تقویٰ اختیار کرنے والا ہو۔ نیک اعمال میں سعی کرنے والا ہو۔ زیادہ سے زیادہ عمل ریاضت و مجاہدہ کرنے والا ہو۔ خدمت، عزلت، خلوت اور مقامات کو واصل اور موصل شیخ کی اجازت سے اربعینات کرنے والا ہو۔ اپنے طور پر ایسا کرنے والا نہ ہو

کیونکہ یہ فاسد افکار اور بے کار خیالات کے سوا کوئی نتیجہ پیدا نہیں کرتا۔"

(رسالۃ الہدیٰ)

صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کا یہ طریقہ ہے کہ وہ تمام حقائق و معارف کو ان کی اصلی حالت میں جانتے اور ان پر عمل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں جن کی تمام تر تعلیمات قرونِ اولیٰ کی تعلیمات اور قرآن و سنت کے مطابق آفاقی عوامل پر مبنی ہیں جن کی تکمیل و اتمام پر نص قطعی موجود ہے اور جن کی تقلید اور اطاعت ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اس سے ہٹ کر کوئی بھی شخصی تقلید قرآنی احکام سے ثابت نہیں ہے۔ اس لیے صوفیاء کرام کے ہاں تمام تر تقلید کا حق دار نفسِ رسولؐ، علمِ رسولؐ اور عقلِ رسولؐ کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرونِ اولیٰ کے شرعی، اخلاقی اور سیاسی درخشاں مظاہر کو اپنا اصول اور رہنما ثابت کرنے میں صوفیہ پیش پیش ہیں وہ شریعت میں اقوالِ رسول کو، طریقت میں افعالِ رسول کو، اور حقیقت میں احوالِ رسول کو قابلِ اعتبار ہی نہیں حجت مسلّمہ مانتے ہیں۔

حضرت غوث الاعظم امام العالم میر سید محمد نور بخشؒ اپنے دیوان میں رسمی تقلید سے بیزاری اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ازعادت و رسم اہلِ تقلید
چون شکر کنم که باز رستم

"شکر ہے کہ میں اہلِ تقلید کی عادتوں اور رسموں سے بازرہا۔"

حکیم الامت علامہ اقبال کا نعرہ اسی فرمان کی صدائے بازگشت ہے۔

چاک کن پیراهنِ تقلید را
تا بیاموزی ازو توحید را

(جاوید نامه)

صاحب گلشن راز شیخ محمود شبستری فرماتے ہیں۔

"میں آزادی تقلید کی زنجیروں سے نکلنے کو ہی سمجھتا ہوں۔"

تمام راہوں سے سیدھی راہ اور تمام اماموں سے روشن امام ذاتِ نبیؐ سے بڑھ کر ممکن نہیں ہے۔ پس تقلیدِ نبیؐ سے بڑھ کر کوئی تقلید ایسی نہیں ہے جو ہم پر فرض ہو جائے یا جس کے بغیر دین کی حقانیت مفلوج ہو جائے۔ پس حق کا متلاشی تقلید تقلید کی رٹ لگانے کی بجائے خدائے کریم و رحیم کے اس فرمان پر توجہ مرکوز کرے۔

حضرت میر سید محمد نور بخشؒ نے فرمایا "شکر ہے کہ میں اہلِ تقلید کی عادتوں اور رسموں سے بازرہا"

وان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه

"اور بے شک میرا راستہ سیدھا ہے اس کا اتباع کرو۔"

پس صحیح راستہ ایک ہی ہے جو اللہ اور رسولؐ کا اتباع ہے اور یہی راہِ ہدایت ہے۔ یہی راستہ مسافر کو جنت کی طرف لے جاتا ہے اور شیطان نے کئی راہیں نکال رکھی ہیں جو گمراہی کی راہیں ہیں اور جن کا انجام جہنم کی آگ ہے۔

حضرت جابر ابن عبداللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہ خطبہ فرما رہے تھے تو آپ کی آنکھیں سرخ اور آواز بلند ہوتی تھی آپ کے جذبات دوبالا ہوتے

گویا کہ آپ ایک ڈرانے والا لشکر معلوم ہوتے۔ آپ فرماتے تھے کہ "(اے لوگو) تم اپنی صبح اور شام (کی حفاظت کرو) اور فرماتے تھے کہ مجھے مبعوث کیا گیا جبکہ میں اور قیامت (شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی اٹھا کر) ان دونوں انگلیوں کی طرح ہیں اور پھر یوں فرماتے۔

اما بعد فان خیر الامور کتاب اللہ و خیر الھدیٰ ھدی محمدؐ و شر الامور محدثاتھا و کل بدعۃ ضلالۃ

"حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا بہترین کتاب کلام اللہ ہے۔ سب سے عمدہ ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے اور سب سے بدترین کام بدعت ہے اور بدعات میں ہر بدعت گمراہی ہے۔"

آنحضورؐ کی اس حدیث کو بیان کرنے کا مقصد اس برھان قاطع کو پیش کرنا تھا کہ راہ نجات ہدایت محمدیؐ کے سوا کہیں اور سے حاصل کرنا ممکن نہیں ہے اور رشد و ہدایت کی آنکھوں کو روشنی ہدایات مصطفیٰ کریمؐ کے سوا کہیں سے میسر نہیں آسکتی۔

(رشف النصائح ایمانیہ ص ۱۰۸)

اسی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔

در شریعت نیست دستوری که ما
کمتر از تو شه کنیم و پیشوا
زین ضرورت کیج و دیوانه شدم
زین گروه از عجز بیگانه شدم

(مثنوی مولانا رومؒ)

(جاری ہے)

بقیہ اتحاد بین المسلمین اور نوائے صوفیہ

کو بھی ناکامی سے دوچار کرسکتی ہے۔ ہماری کتنی ہی تنظیموں اور انجمنوں نے نشر و اشاعت کے پروگرام بنائے مگر کسی کو بھی موثر انداز میں کچھ کر دکھانے کی توفیق نہیں ہوئی جبکہ توفیق حکمت سے خالی نہیں ہوتی اور یہ آسمانی رہنمائی کا نام ہے۔ مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں لا قائد کالتوفیق "توفیق کی مانند کوئی رہنما نہیں ہے۔"

یہی توفیق خداوندی نوائے صوفیہ کے شامل حال ہے اور آج شعبہ ابلاغ دین میں یہ جریدہ بام عروج پر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور رشد و ہدایت کے سلسلے میں اس کی فیض رسانی میں روز بروز اضافہ ہو۔

دُعا

گرداب شبِ تار سے نکلے یہ سفینہ
یلغار میں نفرت کی محبت کا قرینہ
اب دُور کرے اپنی اشاعت سے بجا ہے
ناداریٔ عالم کو یہ عرفاں کا خزینہ
کیوں خیرہ نہ ہو اس کے سبب دیدۂ باطل
جب وسعتِ آفاق میں چمکے یہ نگینہ
یہ پیار کی تائید ہے، نفرت کی ہے تردید
یہ امن کا مکہ ہے، محبت کا مدینہ
اس رہبر اسلام کی منزل ہے اخوت
ہو بغض دلوں میں نہ عداوت ہو نہ کینہ
درگاہِ خدا میں یہی کاوشؔ کی دعا ہے
گرداب شبِ تار سے نکلے یہ سفینہ

فکر و نظر

اتحاد بین المسلمین اور نوائے صوفیہ

مولانا مجاہد حسین کاوش فاضل عربی

کرۂ ارض پر پھیلے ہوئے کروڑوں مسلمانوں میں شعور و آگہی، دینی تعلیمات سے بہرہ وری اور ربط باہمی کو قائم رکھنے میں اسلامی نشر و اشاعت کا بڑا ہاتھ ہے۔

خود حضور نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و سلم امور نشر و اشاعت کا باقاعدہ آغاز فرما چکے تھے۔ عربوں کی تعلیمی پسماندگی کو جلد از جلد دور کرنے کے لیے اور قرآن کریم کی بذریعہ کتابت حفاظت کی غرض سے حضور اکرمؐ کتابت اور تحریر کو زبانی تعلیم پر فوقیت دیتے تھے جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ہجرت کے پرخطر سفر میں بھی سامان کتابت ساتھ رکھنا ضروری خیال کیا۔ دین اسلام کی بذریعہ تحریر و کتابت ترویج اور استحکام کی خاطر اور اشاعت کی رفتار میں دور کر کے اسے تیز تر کرنے کی خاطر آپؐ نے غزوۂ بدر کے قیدیوں میں سے پڑھے لکھے قیدیوں کو آزاد کر دیا اور ان کا فدیہ یہ قرار پایا کہ ہر قیدی دس دس مسلمان بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دے تاکہ یہی نسل بعد میں اشاعتی ذمہ داری سنبھال لے۔

صحابہ کرام کی ایک جماعت ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت میں موجود رہتی تھی جو اشاعت دینی پر مامور اور کمربستہ تھی۔ آپؐ نے اس جماعت والوں کے بارے میں سوچا کہ یہ علوم و فنون سے آراستہ ہوں چنانچہ حضرت عبداللہ ابن سعید کو جو کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کاتب کی حیثیت سے مشہور تھے اور حضرت عبادہ ابن الصامت کو انہیں لکھانے اور سکھانے پر مامور فرمایا۔ اسی طرح ہجرت سے پہلے تعلیم اور تحریر کے میدان میں قابل ذکر کام وحی کی کتابت کا تھا۔ آپؐ نے کاتبین وحی مقرر فرمائے جن کا کام یہ تھا کہ جب بھی وحی الٰہی نازل ہو اسے لکھیں اور اس کی نقلیں تیار کریں۔ تقریباً چالیس کاتبین وحی کے نام روایات سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ ہجرت کے بعد سیاسی معاہدات اور سرکاری خط و کتابت میں قدرے اضافہ ہو گیا۔ اوراق تاریخ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقریباً تین سو خطوط محفوظ کیے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشر و اشاعت کی طرف خصوصی فرماتے تھے۔

اسی اسوۂ حسنہ پر بزرگان دین بھی عمل پیرا رہے ہیں اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منشا کے مطابق آفاقی ذہن کے ساتھ نشر و اشاعت کے امور انجام دیے ہیں۔ چنانچہ حضرت نجم الدین کبریٰؒ، حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ، حضرت امام محمد غزالیؒ، حضرت امام احمد غزالیؒ، حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت شاہ ہمدان میر سید علی ہمدانیؒ اور حضرت میر سید محمد نور بخشؒ جیسے بزرگان نے دین اسلام کے استحکام اور تشہیر کے لیے درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں۔ خاص کر میر سید محمد نور بخشؒ نے تو اپنی مساعی پر کافۃ اھل العالم فرما کر اشاعتی تکمیل کی مہر ثبت فرما دی ہے۔

مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ مسلمان قوم اسلاف کی

تعلیمات سے بیگانگی اختیار کرتی گئی اور اسی کی پاداش میں ماضی قریب میں اسلام کے پیروکار بڑے صبر آزما مراحل سے گزرے۔ آزمائش وامتحان کے ان ایام میں اہلِ اسلام کو خوابِ غفلت سے جگانے اور ان میں جذبۂ اسلامی کی روح پھونک کر انہیں اہلِ عالم کی قیادت اور امامت کے قابل بنانے کی خاطر بعض ایسے مرد قلندر پیدا ہوئے جنہوں نے مسلمان قوم کو دین و دنیا کی کامیابی اور فلاح کے لیے جذبۂ عمل سے سرشار کیا۔ ان عظیم ہستیوں کی اشاعتی مساعی کی بدولت فکرِ اسلامی میں پیدا ہونے والے دیرینہ جمود کا خاتمہ ممکن ہوا۔ تلاشِ حقیقت کا سلسلہ شروع ہوا اور اسلام کی ابدی حقیقتوں کے خلاف دیگر مذاہب کی طرف سے ہونے والی نظریاتی یلغار کا جواب دینا اور اسلام کی نظریاتی سرحدوں کا دفاع ممکن ہوا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان ہستیوں کے ذریعے دینِ اسلام کے اشاعتی مشن کو جاری رکھا یوں یہ نبوی اشاعتی مشن معین مقاصد کے حصول کے لیے جاری و ساری رہا تاکہ اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہو اور اسی مقصد کو منشور بناتے ہوئے ۱۹۸۵ء میں نوائے صوفیہ کے نام سے ایک اسلامی جریدے کی اساس رکھی گئی۔ یہ ماہنامہ رسالہ جو پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے اب تک وفاقی دارالحکومت اسلام آباد سے تسلسل کے ساتھ شائع ہوتا ہے۔ "احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب" کے الفاظ اس رسالے کے مقصودِ اصلی کو نمایاں کرتے ہیں۔

نوائے صوفیہ ایک رسالہ ہی نہیں بلکہ وحدتِ اسلامی کی دعوت، قرآن وسنت کی روشنی میں اصلاحِ معاشرہ اور سالکانِ تصوف تربیت کی ایک ہمہ گیر تحریک ہے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے سیر اسلاف سے شناسائی کرانے کے ساتھ ساتھ غوث الاعظم امام العالم حضرت میر سید محمد نور بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مشن و امین شریعۃ المحمدیہ کما کانت فی زمانہ کی تکمیل کی خاطر فقیہ العصر حضرت علامہ محمد بشیر صاحب کی زیر سرپرستی نوربخشی فقہ کو جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا بیڑا بھی نوائے صوفیہ نے اٹھا رکھا ہے۔

تصوف عبادات و ریاضات کا وہ مسلک ہے جس پر آنحضرتؐ کے اصحاب خاص کاربند تھے جو رکوع و سجود اور وظائف و عملیات کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ دین اسلامی کا انتظام وانصرام آنحضرتؐ کے زیرِ فرمان بجا لاتے تھے۔ ان اصحابِ کبارؓ نے غزوہ وجہاد کے ذریعے، وعظ و تبلیغ کے ذریعے، کشف و کرامات کے ذریعے اور قلم وکتاب کے ذریعے دین اسلام کے اشاعتی مشن کو جاری و ساری رکھا۔ پس احیائے تصوف کی علمبرداری سے مراد یہی ہے کہ ان اصحاب کی باکمال طرزِ زندگی اور اشاعتی مساعی کو احیاء اور اسلامی معاشرے میں پھر سے نفاذ ہو۔ نوائے صوفیہ جس تصوف کا داعی ہے وہ بعینہ قرآن وسنت کے احکام اور دینِ حنیف کی ابدی تعلیمات سے عبارت ہے۔ تصوفِ اسلامی کی اس حقیقت کی عکاسی حضرت سید الطائفہ جنید بغدادیؒ کے اس قولِ مبارک سے ہوتی ہے کہ "ہمارا طریقہ کتاب وسنت سے ماخوذ ہے۔"

پس یہ طریقہ نو ایجاد نہیں بلکہ اللہ کی زمین پر جتنے احکاماتِ الٰہیہ کتب و صحائف کی صورت میں نازل ہوئے ان کی تکمیل کا نام قرآن وسنت ہے اور اصلِ کامل کے نفاذ کے بعد مزید کسی جزو کی گنجائش نہیں رہی ہے اس لیے تاقیامِ قیامت انسانوں کی رہنمائی اسی اصل کے مطابق ہوگی اور اسی کی نشر واشاعت کا حکم ہوا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سات سو سال گزرنے کے بعد حضرت میر سید محمد نور بخش نے کما کانت فی زمانہ کی قید کے ساتھ تعلیمات اسلامیہ کو بیان فرمایا۔ فی زمانہ نوائے صوفیہ بھی شریعت محمدیؐ کے احیاء اور اتحاد بین المسلمین کی نقلت کا یہی فریضہ نبھانے میں کوشاں ہے۔ کرۂ ارض پر پھیلے ہوئے سوا ارب مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی دعوت دینا کوئی سہل کام نہیں ہے۔ یہ ایک عظیم مشن ہے جس کا اعلامیہ آغاز ۸۲۶ھ میں ہو چکا تھا اور اس کے احیائے نو کی خاطر نوائے صوفیہ سعی و کاوش میں مصروف ہے۔ جو اپنی اشاعت کے روز اول سے ہی اس امر کا اہتمام کرتا ہے کہ میر سید محمد نور بخشؒ کی آفاقی تعلیمات کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچایا جائے اور رفع اختلاف اور اتحاد بین المسلمین کے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔ نوائے صوفیہ اس عالمگیر مشن کے ضمن میں حقیقی معنوں میں قائدانہ کردار ادا کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند ہو یا عرب و عجم دنیا کے گوشے گوشے میں اتحاد بین المسلمین کے داعی اس رسالے کو اپنے لیے مشعل راہ اور ربط باہمی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ ایک مینارہ نور ہے جو اندھیروں میں بھٹکنے والوں کو منزل دکھاتی ہے اور ایک چشمہ رواں ہے جو تشنگان محبت کو سیراب کرتا ہے۔ یہ حال کا ترجمان، ماضی کی داستان اور مستقبل کا امکان ہے۔ یہ نظریاتی سرحدوں کا نگہبان، اہلِ درد کا دیرینہ ارمان اور نتیجۂ دعائے بزرگان ہے۔

جب تک ہر فرد ملت اپنے دینی فریضے کو ادا نہ کرے ملت کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔ بڑے مقاصد کے حصول کے لیے مدت دراز درکار ہوتی ہے لیکن ربط باہمی اور تعاون کے بغیر کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ اکتاہٹ اور قوت فیصلہ کی کمی انسان کو اچھے اور بڑے سے بڑے مقصد (بقیہ صفحہ .... پر)

بقیہ: دنیائے تصوف کی خبریں

این وائی ایف لائبریری کی بندش:

یہ خبر باعث تشویش ہے کہ پچھلے مہینے انجمن فلاح و بہبود نور بخشی بلتستانیاں نے بغیر پیشگی اطلاع کے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کراچی کی لائبریری پر قبضہ کر کے نصابی اور غیر نصابی کتابوں کے علاوہ قیمتی اور نادر کتابیں اور تنظیمی دستاویزات اپنے قبضہ میں لے لی ہیں۔ لائبریری فروغ علم کا ذریعہ ہے اور نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ملک بھر میں نور بخشی طلباء میں علمی ذوق و شوق کو پروان چڑھانے کی خاطر لائبریریاں قائم کر کے مذہبی خدمات انجام دے رہی ہے۔ علم کی شمع فروزاں کرنا کوئی جرم نہیں ہے جبکہ حالیہ واقعہ میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کو حصول علم میں تعاون اور رہنمائی فراہم کرنے کی پاداش میں سزا دی گئی ہے۔ انجمن فلاح و بہبود نوربخشی بلتستانیاں کے اس غیر ذمہ دارانہ اقدام نے نور بخشی نوجوانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ لہٰذا تنظیم کے مرکزی رہنما کی حیثیت سے میں انجمن مذکور سے اپیل کرتا ہوں کہ معاملے کو افہام و تفہیم سے حل کرنے کی خاطر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی لائبریری کو پھر سے بحال کرے۔

مجاہد حسین کاوش

مرکزی سینیئر نائب صدر این وائی ایف پاکستان

ہومیو ڈاکٹر محمد علی شاہد کا اعزاز:

نوائے صوفیہ کے معروف قلمکار ہومیو ڈاکٹر محمد علی شاہد صاحب کو دل کے سوراخ کے مرض ASD اور VSD کا کامیاب علاج دریافت کرنے پر پاکستان ہارٹ ایسوسی ایشن کی فیلوشپ دے دی گئی ہے۔ اس خبر کی تفصیل اگلے شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ ☆☆

فقہی مسائل (شریعتِ محمدیہ کی روشنی میں)

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید ترین سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ سائلین سے ضروری عرض ہے کہ وہ اپنا نام اور اپنا پتہ مفصل طور پر لکھنا نہ بھولیں۔ گمنام سائل کے سوال کا جواب شائع نہیں کیا جائے گا۔ اس شمارے کے لیے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱: مکہ میں چند ایام ٹھہرنے کے بعد اگر حج کی بجاآوری کا مقررہ وقت آ جاتا ہے تو دوبارہ احرام باندھنے کے لیے میقات کی کیا صورت ہے؟

سوال نمبر ۲: بھائی کی بہن سے شادی کے جواز کی کیا صورت ہے؟

سائل حاجی محمد حسن عرف گوپا

سوال نمبر ۳: عید کی رات اگر کوئی مہمان کسی روزہ دار کے ہاں آ موجود ہو جائے تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ میزبان کے ذمہ مہمان کا فطرہ بھی دینا لازم ہو جاتا ہے۔ اس کی کیا صورت ہے؟

سوال ۴: طلاق شدہ عورت کو گھر سے نکال باہر کرنا کیسا ہے؟

سائل: لیاقت علی سٹینو گرافر اسلام آباد

سوال نمبر ۵: اگر گونگا کسی جانور کو ذبح کرے یا کوئی عورت کسی جانور کو ذبح کرے تو کیا اس کا ذبیحہ کھانا درست ہوگا؟

سوال نمبر ۶: اگر کسی بستی میں ذبح شدہ کوئی جانور پڑا ہوا ہو تو اسے کھانا جائز ہوگا یا نہیں؟

سائل: اخوند عبدالصمد حسن آباد چھورت

سوال نمبر ۷: غیر مسلم کا خانقاہوں، امام بارگاہوں اور مقامات مقدسہ کا دورہ کرنا، چندہ دینا اور ان مقامات کی فوٹوگرافی وغیرہ کا شرعی حکم کیا ہے؟

سائل: شمیم رضا گنگشی علی منگو اچپلو

جوابات

جواب نمبر ۱: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

دوبارہ احرام اپنی عارضی قیام گاہ سے ہی باندھنا کافی ہے۔ بیرونی حجاج کرام کی عارضی رہائش گاہیں مواقیت کی نسبت کعبہ سے زیادہ قریب ہوا کرتی ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے دوبارہ احرام باندھنے کی صورت میں ان کی رہائش گاہیں میقات کا درجہ رکھتی ہیں۔ ہاں مکے کے اصل باشندوں کے لیے دوبارہ عمرہ کی بجاآوری کرنے کی صورت میں احرام باندھنے کے لیے حل میقات ہے۔ مزید اطمینان کے لیے الفقہ الاحوط باب الحج میں مواقیت کی تفصیلات کا مطالعہ کریں۔

جواب نمبر ۲: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

اس شادی کے جواز کی صورت یوں ہے کہ بھائی علاتی ہو (صرف

باپ شریک بھائی ماں دونوں کی الگ الگ) اور علاتی بھائی کی بہن
اخیافی ہو (صرف ماں شریک بہن باپ دونوں کا الگ الگ) تو ایسی
صورت میں جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے علاتی بھائی کی اخیافی
بہن سے شادی رچائے۔ اپنے صرف باپ شریک بھائی صرف
ماں شریک بہن سے شادی رچانا جائز ہوگا۔ مثلاً خالد کا ایک علاتی
بھائی زید ہے۔ زید کی ایک اخیافی بہن کنول ہے۔ پس خالد کے
لیے شرعاً روا ہے کہ وہ اپنے شریک صلبی بھائی زید کی شریک رحمی
بہن کنول سے اگر چاہے تو شادی رچائے۔

جواب نمبر ۳: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

مہمان آدمی میزبان کے زیر کفالت افراد میں شامل نہیں ہے لہذا
میزبان پر مہمان کا فطرہ لازم نہیں ہوگا بلکہ مہمان اگر غنی فرد نہ
ہو تو وہ فطرہ کے مصارف میں شمار ہوتا ہے۔ یعنی میزبان اس
مہمان کو اپنا فطرہ دینا چاہے تو وہ وصول کرنے کا مستحق ٹھہرے گا
کیونکہ مہمان ابن سبیل کے زمرے میں آتا ہے۔

جواب نمبر ۴: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

طلاق زدہ عورت کے بارے میں شرعاً حکم یہ ہے کہ وہ عدت
گزرنے تک شوہر کے گھر پر ہی رہے۔ شوہر کے لیے بھی روا
نہیں ہے کہ وہ طلاق دے کر بیوی کو گھر سے نکال باہر کرے۔
عدت گزرنے تک بیوی کے اخراجات شوہر پر لازم ہیں۔ گھر
سے باہر جانے کے بارے میں بیوی پر جو شرعی پابندی عائد ہے وہ
طلاق کی صورت میں بھی عدت گزرنے تک برقرار رہتی ہے۔
اس میں حکمت یہ ہے کہ گھر میں عدت گزرنے تک مقیم رہنے کی
وجہ سے شوہر کے لیے طلاق سے رجوع کا معاملہ بھی بڑا آسان
رہتا ہے۔ طلاق زدہ عورت کو گھر سے نکال باہر کرنا یا خود اس کا
اپنے والدین کے ہاں چلا جانا آج کل علاقائی رسم و رواج کا حصہ بن
گیا ہے حالانکہ اس قسم کی علاقائی رسم کے درست ہونے کی
شرعاً گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ رسم ایک واضح شرعی حکم سے
متصادم ہے۔ اس قسم کی رسم کی حوصلہ شکنی کر کے شرعی احکام
کی پابندی کی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔

جواب نمبر ۵: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

گونگا اگر سمجھ دار فرد ہو وہ جانور ذبح کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو
اس کا ذبح کرنا درست ہوگا اور اس کا ذبیحہ حلال ہوگا۔ اس طرح
سے عورت کا جانور ذبح کرنا بھی شرعاً روا ہے۔ جانور ذبح کرنے
کے لیے مرد کا ہونا شرعاً شرط نہیں ہے بلکہ ذبح کرنے والا کا احکام
ذبح سے واقف ہونا ضروری ہے۔ گویا جانور ذبح کرنے کی شرعاً
صلاحیت کا حامل گونگا اور شرعاً صلاحیت کی حامل عورت دونوں کا
ذبیحہ کھانا شرعاً درست ہے۔

جواب نمبر ۶: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

ایسے جانور کا کھانا شرعاً روا نہیں ہوگا کیونکہ یہاں یہ معلوم نہیں
کہ شرعاً درست طریقہ سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں۔ اسی طرح سے
یہ معاملہ بھی قابل غور ہے کہ ذبح کرنے والے جانور کو ذبح کرنے
کے بعد اسے کیوں چھوڑ دیا۔ گویا دال میں کچھ کالا ضرور ہے کیونکہ
یہ کسی چور کا ذبیحہ بھی ہو سکتا ہے۔ لہذا ایسے جانور کا کھانا شرعاً حلال
نہیں ہوگا۔

جواب نمبر ۷: بسم اللہ الرحمن الرحیم O

مطالعاتی دورہ کرنے والے غیر مسلم سیاح حضرات مسلمانوں
کے مقدس مقامات کا دورہ کر سکتے ہیں۔ ان غیر مسلم سیاح
حضرات کا اپنی مرضی سے چندہ دینا، مقدس مقامات کی فوٹوگرافی
اور دیگر معلوماتی امور کی انجام دہی میں کوئی حرج نہیں ہے، تاہم
ان کو مسلمانوں کے مقدس مقامات میں اپنی مشرکانہ رسوم کی
بجا آوری کی اجازت نہیں دی جا سکے گی۔ امید ہے کہ سائل
حضرات اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہوں گے۔ ☆

شعر و سخن

پیار کیجیے

مردِ کہستانی

اب دل سے دل ملا کے ذرا پیار کیجیے
بے کار نفرتوں کا نہ اظہار کیجیے

کرنی ہے وہ جو گھر کا بھی دروازہ بھیڑ کر
ایسی نہ گفتگو سرِ بازار کیجیے

اب صبحِ نو ہے تیرگیٔ شب ہوئی تمام
اپنی بھی روحِ خفتہ کو بیدار کیجیے

شب خون میرے شہر پہ مارا تھا جس نے کل
لشکر وہ آپ ہی کا تھا اقرار کیجیے

اک نقطۂ انا کے تعاقب میں روز و شب
گردش نہ مثلِ گردشِ پرکار کیجیے

خونِ خلوصِ خلق سے ہولی نہ کھیلیے
زندہ نہ پھر سے سنتِ تاتار کیجیے

تم ناخدا بنے ہو اگر اتفاق سے
دہلیز ہی بھنور کی ذرا پار کیجیے

آئینہ ہے کلام ہی معیارِ ذات کا
دشنام سے نہ خود کو سبکسار کیجیے

مت کھویئے وقار نگاہوں میں خلق کی
ان کو نہ اپنے نام سے بیزار کیجیے

نے وہ جس سے حرفِ مقدس پہ آپ کے
لکھوا کے حرف وہ نہ گنہگار کیجیے

جو قدرتی حلیف ہے اس سے ہی جنگ کو
تیغ و تفنگ روز نہ تیار کیجیے

ہم نے ابھی تو کلمۂ حق بھی نہیں کہا
ناحق نہ سازشِ رسن و دار کیجیے

ملت کا کر مفاد مقدم ہے ذات پر
قربان آپ اپنا ہی پندار کیجیے

اندھے بھی جس کو دور سے پہچاننے لگیں
مت یوں نمودِ جبہ و دستار کیجیے

مضمر ہو جس میں اپنی ہی رسوائی وہ خبر
ہرگز نہ زیبِ سرخیٔ اخبار کیجیے

تحقیق کیجیے جو حقیقت کی ہے تلاش
تردید کیجیے نہ ہی تکرار کیجیے

وہ نور جو ہے تیرگیٔ دہر کی امید
اس نور کو بگاڑ کے مت نار کیجیے

دونوں ہی انتظار میں ہیں خانقاہ و دیر
تسبیح اختیار کہ زنار کیجیے

جس سے فضائے دہر کی آلودگی بڑھے
تقریر اس قدر نہ دھواں دار کیجیے

بلبل ہے تیرے عشق پہ کانٹوں کو اعتراض
اے خوش گلو تمیز گل و خار کیجیے

صحرا کی راہ لیجیے دل میں اٹھے جو ہوک
چپکے سے سیر دامنِ کہسار کیجیے

کل آپ ہی ملے تھے ہمیں کوئے غیر میں
پہچانیے جناب نظر چار کیجیے

خلقِ خدا ہے آپ کی باتوں سے تلخ کام
کچھ پاسِ خاطرِ خجب و جار کیجیے

دنیا میں ہے تمام عوارض کی جڑ حسد
ناحق نہ اپنے قلب کو بیمار کیجیے

وعدہ کیا تھا پار لگانے کا آپ نے
کشتی کو مت حوالۂ منجدھار کیجیے

ملاح ہم سے چھین کے پتوار چل دیا
اب اپنے بازوؤں کو ہی پتوار کیجیے

ہم پر تو کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیا
ایماں کا اپنے اب یونہی اظہار کیجیے

ہاں تھامیے دلیل کی شمشیر ہاتھ میں
پر تیغِ ذم سے پشت پہ مت وار کیجیے

بے شک ہزار قرب کا دعویٰ کرے مگر
مت مارِ آستیں کو کبھی یار کیجیے

دینِ خدا کی سمت جہاں کو بلائیے
پر دین پر عمل کو نہ دشوار کیجیے

سچ اپنے جھوٹ کو نہ بتانے کے واسطے
برہان اور دلیل کی بھرمار کیجیے

خوف و طمع کے سامنے مت سر جھکائیے
ہرگز نہ حق کی بات کا انکار کیجیے

ہاتھوں کو اپنے دستِ ستم مت بنائیے
اور مت زباں کو مائلِ آزار کیجیے

اس گھر کے باسیوں کا یہ آنگن ہے مشترک
مسمار درمیان کی دیوار کیجیے

ڈالا گیا ہوں بغض و تعصب کی آگ میں
میرے خدا اس آگ کو گلزار کیجیے

اصنامِ رنگ و نسل ہٹائے نہ جائیں تو
نفرت کے بتکدے کو ہی مسمار کیجیے

سب اہلِ قافلہ کا یہی ہے مطالبہ
رہزن کو اب نہ قافلہ سالار کیجیے

اہلِ چمن ہیں امن و محبت کے خواستگار
ان کو نہ آپ برسرِ پیکار کیجیے

الزام ہم پہ نفرت و دہشت کا لگ چکا
اسلام کو نہ اور نگوں سار کیجیے

پڑھیے یہ نظم رکھ کے لغت کی کتاب پاس
غور ایک ایک بیت پہ سو بار کیجیے

ڈر ہے کہ ہم نے بھینس کے آگے بجائی بین
یہ سوچ کر کہ صدق کا اظہار کیجیے

اہلِ جدل ہیں لوگ تو ہم اہلِ امن ہیں
ان کی طرح قلم کو نہ تلوار کیجیے

اہلِ قلم سے مردِ کہستاں کا التماس
اس مستِ خواب شہر کو بیدار کیجیے

تعارف و تبصرۂ کتب

میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ

تالیف : ڈاکٹر غازی محمد نعیم

ناشر : شاہ ہمدان پبلی کیشنز، اسلام آباد

قوم پر احسان

مولانا محمد ابراہیم فیضی فاضل عربی، ایم۔ اے

ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی کتاب "میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلک نوربخشیہ" پڑھنے کا موقع ملا۔ تفصیلی مطالعے سے معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ مسلک نوربخشیہ کے پیروکاروں کے لیے ایک تاریخی کتاب تیار کی ہے جو ممدوحہ کے مؤرخ کے لیے ایک حوالے کی کتاب کا درجہ رکھتی ہے۔ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی تلاش ہر نوربخشی کو ہے۔ میں یہاں کتاب کی اس سے زیادہ کیا تعریف کروں؟ لیکن اس تنقید کا تذکرہ کروں گا جو بعض حضرات اس کتاب پر کرتے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں یہاں کراچی میں مذمتی قرارداد پاس ہوئی جسے بعد ازاں اخبارات میں بھی شائع کیا گیا اور یہ ستم نامہ بھی پمفلٹ کی شکل میں شائع ہوا۔ ان سب کا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں دو بنیادی مسائل باعث اختلاف ہیں جن میں سے ایک مسئلہ اذان کا ہے اور دوسرا مسئلہ حضرت امام مہدیؑ پر عقیدہ سے متعلق ہے۔ اور دراصل صرف ان دونوں مسائل کو بنیاد بنا کر اس کتاب کا کلی انکار کیا جا رہا ہے۔

ان مسائل کی حقیقت درج ذیل ہے:

۱۔ نوربخشی اذان کی ترتیب فقہ الاحوط کی شرح میں حضرت میر علی رضا علیہ الرحمہ نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ میں نے یہ نسخہ علامہ علی محمد ہادی صاحب کے پاس خود دیکھا ہے۔ اس نسخے میں متعدد مقامات پر حضرت میر علی رضا علیہ الرحمہ کا دستخط مبارک ثبت ہے اور ایک مقام پر یہ بھی مرقوم ہے کہ میں نے فقہ الاحوط کی یہ شرح حضرت میر مختار علیہ الرحمہ کے سایۂ عاطفت میں لکھی ہے۔ پس ایک اذان کے مسئلے کو بنیاد بنا کر اس نسخہ کو میر علی رضا کی بجائے مولوی خلیل بلغاری سے منسوب کرنا صرف کراچی والوں کی آواز ہے جبکہ خود حضرت میر علی رضا علیہ الرحمہ کے اصل ورثا کی جانب سے اب تک اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کیا گیا ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ نسخہ مولوی خلیل کا لکھا ہوتا تو وہ صرف اذان کو تبدیل نہ کرتا۔

۲۔ جہاں تک حضرت امام محمد مہدیؑ بن حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کا تعلق ہے، سلسلہ نوربخشیہ کے عظیم بزرگ اور شاہ ہمدان حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ کے پیر طریقت و مرشد حقیقت حضرت شیخ علاؤ الدولہ سمنانی علیہ الرحمہ کی شہرۂ آفاق کتاب العروہ لاهل الخلوة والجلوة میں یہ مسئلہ تفصیل سے بیان ہوا ہے جو ڈاکٹر غازی صاحب کی کتاب میں مندرج بیان سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہے۔ حقیقت کے متلاشی اس ماخذ کی طرف رجوع کریں۔

پھر تحقیق کا میدان وسیع ہے۔ اگر ان مسائل کا کوئی اور حل تفصیل کے ساتھ بزرگان نوربخشیہ کی تصانیف سے ثابت ہو تو اس کو سامنے لانے کا حق ہر نوربخشی کو حاصل ہے تاکہ قوم

کو اصل صورت حال کا علم ہو سکے، صرف گلی کوچوں میں میٹنگ کر کے پمفلٹ بازی اور تحریری جنگ چھیڑنے سے مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اگر کوئی اپنے بزرگوں کی قابلِ سماعت دلیل سے ثابت کرے، تو ہم اس کے شکر گزار ہوں گے۔ میری یہ تجویز ہے کہ فقہ الاحوط، دعواتِ صوفیہ اور دیگر نور بخشی کتابوں کے قدیم نسخوں کا سائنٹفک بنیاد پر تقابلی جائزہ لے کر اس بات کا تعین کیا جائے کہ کون سا نسخہ کس عہد میں لکھا گیا اور یہ کون سا نسخہ مستند ہے۔ زبانی اختلاف محض مخالفت برائے مخالفت کی مثال ہے، برائے اصلاح نہیں ہے جس سے بچنا ضروری ہے۔ کتاب کے صرف اختلافی مسائل کو اچھالنا کتاب کی افادیت کو ختم کرنے اور مؤلف کی محنت کو رائیگاں کرنے کی کوشش ہے۔ چنانچہ ہم بجا طور پر امید کر سکتے ہیں کہ اہلِ تحقیق محض بزرگانِ نور بخشیہ کی تصانیف پر تحقیق کر کے مسائل کا حل قوم کے سامنے لائیں گے۔ ہم اہلِ قلم کے حق میں دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلم میں اور زور پیدا کرے تاکہ وہ اور تحقیقات قوم کے سامنے لائیں۔

ڈاکٹر نعیم صاحب نے کتاب کے آخر میں کتابیات کی جو فہرست دی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً اس تمام تحقیقی مواد تک رسائی ہی کسی اور کے بس کی بات نہیں ہے۔ بالفرض اگر کوئی یہ سب مواد مہیا کر بھی لے تو ان میں سے بعض ماخذ انگریزی میں ہیں، بعض فارسی میں، بعض عربی میں اور بعض فرانسیسی میں۔ ان سب کو سمجھنا بھی دشوار ہے اور پھر ان سب کو پرکھنا ایک الگ مسئلہ ہے۔ لہٰذا ڈاکٹر نعیم صاحب کا قوم پر احسان ہے کہ انہوں نے کوشش سے یہ مواد حاصل کیا اور اسے سمجھا اور پھر عوام کے سامنے رکھا۔ یوں نئی نسل کے لیے آسانی پیدا ہوگئی۔ ہم علماء خود کافی مسائل سے دوچار تھے وہ بھی حل ہوگئے۔ ڈاکٹر غازی نے پہلے "منشورِ ملکِ عشق" کے نام سے حضرت شاہ ہمدان امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کے متبرک کلام کا منظوم اردو ترجمہ کر کے فارسی زبان میں، پھر مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے دیوان کا منظوم اردو ترجمہ کر کے عربی زبان و ادب میں اپنی مہارت کا ثبوت دیا جو اہلِ زبان عربی دان اور فارسی دان طبقے کے لیے حیران کن ہے۔ خود ڈاکٹر صاحب تو انگریزی اور اردو ادب کے فارغ التحصیل ہونے کے باوصف ان زبانوں کے ماہر تھے لیکن عربی اور فارسی ادب سے تراجم جن کا ان کی تعلیم اور پیشے سے تعلق بھی نہیں، اہلِ علم کے لیے ایک دعوتِ فکر ہے جو ان کی خداداد صلاحیتوں کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلم میں مزید زور پیدا کرے۔ آمین۔

کڑوا سچ

موسیٰ راسخ کوروی

ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلک نور بخشیہ" جب میرے ہاتھ لگی تو عین اس وقت اس کتاب کے مندرجات پر اعتراضات کا سیلاب امڈ آیا تھا جس سے مقصود یہ تھا کہ کتاب ہمارے ہاتھوں میں نہ آئے بلکہ یونہی پڑی رہے لیکن اخبارات میں آئے روز چھپنے والے سخت ترین لب و لہجے پر مشتمل جاہلانہ انداز کے بیانات کو پڑھ پڑھ کر یہ اندازہ ہو چلا کہ اس کتاب میں یقیناً کچھ نہ کچھ رازہائے حقیقت پوشیدہ ہیں جن کا ذکر ان بیانات میں نہیں ہوتا ورنہ اب تک شائع ہونے والے سبھی بے ادب بیانات میں سے کسی میں تو کوئی ایک عالمانہ اور تحقیقی جملہ ضرور درج ہوتا۔

وائے حسرت، آج ہم اس کتاب کے لکھے جانے پر خود اپنے آپ سے خفا ہو بیٹھے ہیں جس کے بارے میں ایک طرف تو

صرف تنقید و مذمت کا عمل زور و شور سے جاری ہے تو دوسری جانب سے تعریف و توصیف ہے۔ طرفین میں سے اکثر مجھ جیسے کم علم اور سطحی نظر رکھنے والے لوگ اظہار خیال میں مصروف نظر آتے ہیں اور علمائے کرام بھی محض اپنے خیالات کے تناظر میں لکھ رہے ہیں۔ کتاب کے تحقیقی معیار کے شایانِ شان اس تاریخی اور تحقیقی موضوع پر قلم اٹھانے والا کوئی صاحبِ قلم تاحال میدانِ عمل میں نظر نہیں آیا۔ اس سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ اہلِ قلم محض دریاصفت کتاب کے کناروں پر کھڑے سطح کی لہروں کا نظارہ کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ بات میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ میں نے خود انتہائی غیر جانبداری سے کتاب مذکور اور اس کی تائید و مخالفت میں لکھی جانے والی سبھی قلمی کاوشوں کو پڑھا ہے اور یہ اندازہ لگایا ہے کہ اس ضخیم تحقیقی کتاب پر تنقید و تبصرہ کا حق علمائے نوربخشیہ میں صرف مولانا غلام حسن حسنو یا ان کی طرح تحقیق و تلاش و جستجو میں ہمہ تن سرگرداں رہنے والے کسی قد آور محقق کو ہی ایک حد تک پہنچتا ہے۔ کیونکہ یہ کتاب سچ ہے اور سچ اتنا کڑوا ہوتا ہے کہ مجھ جیسے سطحی علم و فہم رکھنے والوں سے یہ کڑوی گولی نگلی نہیں جاتی۔

ان تمام باتوں سے قطع نظر تمام عوام و خواص کو ڈاکٹر صاحب کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ موصوف نے ایک طرف نوربخش اور سلسلۃ الذہب کے پیرانِ طریقت کے نورانی حالاتِ زندگی کو خوبصورتی کے ساتھ تاریخی تناظر میں تحریر فرمایا ہے تو دوسری جانب سبھی ذیلی اختلافی مسائل کے سلسلے میں ایک ہی نشست میں تحقیق و جستجو کے ذریعے حقیقت کا پردہ چاک کر کے عوام کی عدالت میں پیش کر دیا ہے اور اہلِ قلم سے مزید تحقیق و جستجو کی بار بار گزارش کی ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کون سی بات قیمت ہو سکتی ہے۔ اب یہ علمائے محققین کا کام ہے کہ وہ اس فریضہ خیر کی انجام دہی کو مزید آگے بڑھائیں۔ ساتھ ان کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ محض معمولی مسائل کو مجھ جیسے کم فہم عوام کے گوش گزار کر کے غیر معمولی بنانے سے گریز کریں۔ یہ مقام جذبات و خطبات کا نہیں بلکہ غور و فکر اور تحقیق و جستجو کا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اس تحقیقی کام کو مزید آگے بڑھایا جائے تو نہ صرف مسلک کے اندر اختلافات کے خاتمے کی امید گنجائش ہے بلکہ نوربخش" کی عظیم آفاقی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا بھی بہترین موقع ہاتھ لگ سکتا ہے۔ اس کتاب کی معتبر اور مستحکم تحقیق اور مؤلف کا غیر جانبدارانہ انداز اس حقیقت کا عندیہ دے رہا ہے کہ آنے والے دنوں میں ضرور اس کتاب کے دیگر زبانوں میں ترجمے کی ضرورت پیش آئے گی اور اس حقیقت کا اندازہ غیر جانبداری کے ساتھ اس کتاب کو پڑھنے والے ہر قاری کو ہو گیا ہوگا۔ فی الوقت میں مؤلف کے لیے اپنی طرف سے سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

نظم

غازیٔ ملت تری کاوش کو محنت کو سلام
تیری ہمت تیری جرأت تیری عظمت کو سلام

درحقیقت آبرو ملت کی ہے تیرا قلم
ملتِ بیضا پہ تیری ہر عنایت کو سلام

ہے تری ہستی کا مقصد ذکرِ حضرت نوربخش
تیرے سینے میں نہاں ایماں کی دولت کو سلام

کام جو تھا تشنہ تکمیل تو نے کر دیا
تیرے شہپرِ قلم کی تاب و طاقت کو سلام

بے زر و مال اس طرح تاریخ حق کر دی رقم
سب کریں تیرے قلم کی اس عبادت کو سلام

اے مجاہد حق عطا فرمائے تجھ کو ہر نوع

میں کروں گا عمر بھر تیری سعادت کو سلام
کرتی ہے تالیف تیری نوربخش سے ہم کلام
کیوں نہ پھر راقم کرے اس خاص خدمت کو سلام

دعاؤں کا نتیجہ

محمد علی ایگری کلچرسٹ سکردو

اللهم جعل توفيق رفيقنا و صراط المستقيم طريقنا امراض جسمانی اور امراض روحانی کے محقق اور معالج ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی تالیف کردہ کتاب کو منظر عام پر آئے بہت کم مدت گزرنے کے باوجود ایسا لگتا ہے کہ عرصہ دراز ہو چکا۔ ہم جیسے لوگوں کے لیے عجیب گومگو کی کیفیت ہے۔ ؎

کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا
اور چپ بھی رہا نہیں جاتا

والی صورت حال ہے۔ تاہم غیر جانبدارانہ انداز میں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ لکھنا مناسب سمجھا کہ بے شک یہ کتاب نوربخشیہ کے بارے میں تاریخی، ادبی اور علمی لحاظ سے بہت اچھی تحقیق ہے۔ اس کتاب میں مندرج صرف اسیری لاہجیؒ کے ..ی کلام کا منظوم اردو ترجمہ ہی ملت کے روحانی علاج کے لیے ایک انقلابی قدم ہے۔ خدا تعالیٰ مؤلف کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ میں اس توفیق کو محض مؤلف کے والدین کی دعاؤں کا نتیجہ سمجھتا ہوں اور ان کو مبارکباد پیش کرنے کے علاوہ اپنے لیے بھی التماسِ دعا کرتا ہوں۔ مجھے قوی امید ہے کہ صفحہ نمبر ۱۸۱ پر فقہ الاحوط کے قلمی نسخے کا جو عکس موجود ہے وہ حضرت میر علی رضا علیہ الرحمہ کے قلمی نسخے کا ہی پرنٹ ہے۔ پس اس کے بعد کوئی بھی اختلاف فضول ہے۔ خدا نا سمجھ لوگوں کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مؤلف کی ہمت افزائی کے لیے میں انگریزی زبان کے اس قول پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

Small minds discuss people.

Average minds discuss events.

Great minds discuss ideas.

ہر سوال کا جواب

انجینیر م ۔ ے نوربخشی

"میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلک نوربخشیہ" جیسی معیاری کتاب لکھنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے ۔ بے شک وہ اپنے خاص بندوں سے ہی ایسے کام کرواتا ہے۔ اس کتاب میں ان تمام سوالوں کا جواب موجود ہے جو اپنوں اور غیروں کے ذہنوں میں ہمیشہ کانٹا بن کر کھٹکتے رہے لیکن ان کا مدلل جواب آج تک نہیں دیا جا سکا۔ رب کریم ڈاکٹر غازی محمد نعیم کو اس خدمتِ دینی کا جزائے خیر عطا فرمائے اور یہی سب سے بڑی سعادت ہے۔

نہایت افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ نوربخشی تحریک کو موجودہ زمانے میں جس نشرواشاعت کی ضرورت ہے اس تحریک کے پیروکار چہ عالم چہ عوام اتنے ہی غافل، بے حس اور منفی سوچ اور نظریہ رکھتے ہیں، انہیں اپنے اردگرد برپا معلوماتی انقلاب کا کوئی شعور نہیں بلکہ افسوس کے ساتھ یہاں تک کہنا پڑتا ہے کہ کچھ لوگوں کی باقاعدہ خواہش اور کوشش ہے کہ لوگوں کی رسائی کتابوں اور رسائل تک نہ ہو۔ علم اور تبلیغ دین کو کچھ خاص لوگوں تک محدود رکھا جائے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہمارے اسلاف کی قیمتی تصانیف صدیوں تک طاقِ نسیاں کی زینت نہ بنی رہتیں۔ ڈاکٹر غازی کی کتاب کی اشاعت سے ان لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئی ہیں، تصوف سے متعلق ہر مضمون، ہر کتاب

اور ہر رسالہ جن کے سینے پر سانپ کی طرح لوٹتا ہے۔ ایسے میں مؤلف سے ہماری گزارش ہے کہ وہ صرف اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر اپنے مشن پر عمل پیرا ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی کتاب میرے لیے سب سے قیمتی اثاثہ ہے جس کا میں نے بڑے شوق سے مطالعہ کیا ہے۔ اس تحقیقی کتاب میں ایک جگہ ضروری تصحیح کرانا چاہتا ہوں۔ میر سید محمد نور بخشؒ کے آباء کے وطن کے ضمن میں لحصایاالاحسا لکھا ہے۔ لحصا بے شک بحرین میں ایک علاقے کا نام ہے البتہ الاحسا سعودی عرب کے مشرقی صوبے کا ایک بڑا شہر ہے یہ بحرین کا شہر نہیں ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں اس فروگذاشت کو دور کریں۔

غیر پیشہ ور عالم کا علمی کارنامہ

ذاکر احمد سکردو

کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلکِ نور بخشیہ" کا مؤلف ڈاکٹر غازی اہلِ عالم کے نزدیک عالم ہے لیکن ان پڑھ عوام کے نزدیک شاید عالم نہ قرار پائے کیونکہ ہمارے عوام عالم اسے سمجھتے ہیں جو کسی مولوی کے قائم کردہ مکتب کا فارغ التحصیل ہو چاہے وہ پگڑی باندھے یا جناح توپ پہنے۔ لیکن اس عوامی تصور کی کوئی اہمیت نہیں۔ قبل ازیں نوائے صوفیہ کی وساطت سے مذکورہ کتاب کی اشاعت کے بارے میں معلوم ہوا تھا مگر کتاب طویل انتظار کے بعد ہاتھ آئی۔ معیاری تحقیقی مواد پر مشتمل یہ کتاب نوربخشیات کا انسائیکلوپیڈیا ہے۔ یہ کتاب میر سید محمد نور بخشؒ کی ذاتِ مقدس کے بعد واحد تالیف ہے جو زمانۂ حال کو براہ راست زمانِ رسولِ مقبولؐ سے ملا دیتی ہے۔ مؤلف نے میر سید محمد نور بخشؒ کے بعد سلسلۂ نور بخشیہ کا ذکر کیا ہے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں بھی اس سلسلے کے وابستگان کی نشاندہی کی ہے۔ یہ قابلِ تعریف بات ہے مگر اس کے علاوہ نور بخشیہ سلسلہ اور طریقوں سے بھی چلا ہے۔ میر ابو سعیدؒ کے بعد بلتستان میں دو نور بخشی سلسلے چلے جن میں سے میر یحییٰؒ کا سلسلہ شگر میں اور میر مختارؒ کا سلسلہ کریس میں چلا ہے۔ میر مختار اخیارؒ کے بعد بلتستان کے مختلف علاقوں میں جو سلسلے چلے ہیں ان میں میر علی رضاؒ کا سلسلہ کھرمنگ میں، سید ابراہیمؒ کا سلسلہ سکردو میں اور سید بادشاہ خانؒ کا سلسلہ پوریگ (کرگل) میں چلا ہے۔ کتاب میں ان سلسلوں کا اندراج ضروری ہے۔ اس کے علاوہ بعض مقامات پر کتابت کی بعض غلطیاں موجود ہیں جن کا ازالہ کیا جانا چاہیے۔

یہ کتاب تحقیقی اور معلوماتی اعتبار سے نہایت مفید ہے پھر بھی کچھ علماء کرام کو کتاب سے اختلاف ہے۔ ان علماء سے میری گزارش ہے کہ اگر انہیں کسی بات سے اختلاف ہو تو اس کی نشاندہی کریں اور اپنی رائے سے مؤلف کو آگاہ کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ مؤلف نے خود بھی کتاب کے پیش لفظ میں علماء اور قارئین سے ایسی ہی گزارش کی ہے۔

میں ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنی پیشہ ورانہ مصروفیات کے باوجود ایسی ضخیم تحقیقی کتاب لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے اور تقریباً ۱۶۰ علمی ماخذ سے استفادہ کر کے صوفیہ نور بخشیہ کی حقیقی تعلیمات کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جو قابلِ ستائش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر غازی کی طرح دیگر علمائے نور بخشیہ کو بھی ایسی ہی مفید علمی اور تحقیقی کتابیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کتاب "میر سید محمد نور بخشؒ اور مسلکِ نور بخشیہ" پر تبصرہ کا سلسلہ جاری ہے۔ علمائے نور بخشیہ اور اہلِ قلم سے گزارش ہے کہ وہ اپنے زریں خیالات سے نوازیں☆

اخبار التصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

لیاقت علی خان

این وائی ایف شیگر کا اجلاس:

مورخہ ۴ اکتوبر ۲۰۰۱ء کو غوث المتاخرین ویلفیر سوسائٹی اور این وائی ایف گلاب پور شیگر کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت جناب محمد نسیم رحمانی نے کی۔ اس میں عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ شرکائے اجلاس نے ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نور بخش اور مسلکِ نوربخشیہ" کے منظر عام پر آنے پر ڈاکٹر غازی محمد نعیم کو مبارک باد پیش کی۔ لوگوں نے اپنے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے اس کتاب کو ایک علمی کارنامہ قرار دیا۔ این وائی ایف کے نوجوانوں نے جناب ذوالفقار یونس کو حکومت برطانیہ کی طرف سے سکالرشپ ملنے پر مبارک باد بھی پیش کی اور ان کی ترقی کے لیے دعا کی۔

ہادی علی تمنا جنرل سکریٹری

این وائی ایف گلاب پور شیگر

شکستہ ناؤ کی تقریب رونمائی:

بلتستان کے نامور شاعر اور نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے نمائندہ احسان علی دانش کے شعری مجموعے "شکستہ ناؤ" کی تقریب رونمائی گزشتہ دنوں ڈگری کالج سکردو کے اقبال ہال میں منعقد ہوئی جس میں اہلِ علم و دانش کے علاوہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت سید مہدی شاہ صاحب ممبر قانون ساز کونسل نے کی جبکہ مہمان خصوصی چین کے سکالر لوائی شوائی لین تھے۔ جن ممتاز شعراء اور اہلِ علم نے اپنے تاثرات پیش کیے ان میں پروفیسر حشمت علی کمال الہامی، دیامر رائٹرز فورم چیلاس کے سکریٹری جنرل احسان اللہ، راجہ محمد علی شاہ صبا، محمد حسن حسرت، غلام حسن حسنی اور ڈگری کالج سکردو کے پرنسپل ضیاء علی شامل تھے۔ مقررین نے کہا کہ احسان علی دانش نے نوعمری میں ہی مجموعۂ کلام شائع کر کے ایک منفرد مقام حاصل کیا ہے۔ ان کی شاعری جذبات سے بھرپور شاعری ہے۔ احسان اللہ نے کہا کہ دانش کا ہنستا مسکراتا چہرہ اور شگفتہ باتیں گرمیٔ محفل کا باعث ہیں۔ راجہ محمد علیشاہ نے کہا کہ دانش وہ ناخدا ہے جو شکستہ ناؤ کے ذریعے اپنے احباب کو خیریت ساحلِ مراد تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دانش کی شاعری عوامی امنگوں کی ترجمان ہے۔ پروفیسر حشمت علی کمال الہامی نے کہا کہ دانش شمالی علاقوں کا سدا بہار شاعر ہے۔ غلام حسن حسنی نے بھی دانش کی شاعری کو بھرپور جذبات کی شاعری قرار دیا جو مسلسل مقبولیت کی منزلیں طے کر رہی ہے۔ محمد حسن حسرت نے دانش کی شاعری کو پھولوں کا گلدستہ قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ دانش نے جو شہرت حاصل کی ہے وہ ہر شاعر کے حصے میں نہیں آتی۔ مہمان خصوصی چین کے سکالر لوائی شوائی لین نے کہا کہ دانش

شمالی علاقوں کا پسندیدہ شاعر ہے۔ میں نے دانش کے مجموعہ شگفتہ کا مطالعہ کیا اور اسے ایک مکمل شاعر پایا۔ صدر محفل سید مہدی شاہ صاحب نے کہا کہ احسان دانش خوش قسمت شاعر ہے جس کی کتاب اشاعت سے قبل ہی شمالی علاقوں میں شہرت کی بلندیاں پہونچ چکی ہے۔ دانش کی مشاعروں اور ادبی محفلوں میں موجودگی ہی کو کامیابی کی ضمانت تصور کیا جاتا ہے۔

نمائندہ نوائے صوفیہ سکردو

گلاب پور شیگر میں جلسہ :

۱۳ رجب المرجب کو یوم ولادت امام تصوف علی ابن ابی طالب اور حضرت میر سید علی ہمدانی کے یوم ولادت کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت سید نواز حسین صحیوی صاحب میر واعظ شیگر نے کی جبکہ مہمان خصوصی کی نشست پر فخر ملت مفتی اعظم علامہ علی محمد ہادی صاحب جلوہ افروز ہوئے۔ سٹیج سکریٹری کے فرائض این وائی ایف کے رکن جناب اکبر جاوید ابدالی شیگری نے سرانجام دیے۔ جلسے کا آغاز قاری امیر حمزہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جلسے سے اخوند عبدالرحیم صاحب، مولانا محمد جعفر صاحب مدرسہ شاہ ہمدان، فرمان علی صاحب، اخوند اسماعیل صاحب، علامہ علی محمد ہادی صاحب اور سید نواز حسین صحیوی صاحب نے خطاب کیا۔ جبکہ ماسٹر عبدالرحمان، جوہر علی رحمانی، شجاعت حسین وغیرہ نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت میر سید علی ہمدانی کی شان میں منقبت پیش کی۔ علامہ ہادی نے این وائی ایف کے نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا۔

نثار علی ابدالی

سکریٹری نشر و اشاعت

این وائی ایف گلاب پور شیگر

ولادت حضرت امام حسینؑ کا جلسہ :

۲۱ اکتوبر بمطابق ۳ شعبان المعظم کو زیر اہتمام بزم طلباء شاہ ہمدان شہید اعظم حضرت امام حسینؑ کی ولادت کے سلسلے میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ہزاروں محبان حسینؑ نے شرکت کی۔ جلسے کی صدارت مولوی محمد یوسف نے کی جبکہ مہمان خصوصی محسن علی ساقی تھے۔ جلسے کا آغاز قاری محمد شاہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ محمد حسین کریسی نے ہدیہ نعت پیش کیا۔ مدرسے کے طالبعلموں میں سے سخاوت حسین تھلوی، محمد علی شیگری، حبیب اللہ تھلوی، سید حسن شاہ سرمیکی وغیرہ نے خطاب کیا۔ تمام مقررین نے حضرت امام حسینؑ کی سیرت اور آپ کی مؤدت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ دعائیہ کلمات کے ساتھ اس پروقار محفل کا اختتام ہوا۔

گلزار حسین نوری تھلوی

جنرل سکریٹری بزم شاہ ہمدان

میر سید محمد نوربخشؒ کا یومِ ولادت :

۱۴ شعبان کو عید شاہ سیدؒ کمیٹی اور نوجوانان حیدرآباد ڈوغنی نے حسبِ سابق مذہب صوفیہ نوربخشیہ کے روحانی پیشوا حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ کا یوم ولادت باسعادت انتہائی جوش و خروش سے منایا جس میں علاقہ بھر کے علماء، معززین اور عوام نے شدید سردی کے باوجود شرکت کی۔ جلسے کے سٹیج سکریٹری ماسٹر محمد حسن صاحب تھے۔ علماء کرام نے اپنی تقاریر میں میر سید محمد نوربخشؒ کی تعلیمات پر روشنی ڈالی جن کی تعلیمات سے اہل بلتستان نور اسلام سے منور ہوئے۔ علماء کرام نے مذہب حقہ میں اتحاد و اتفاق پر زور دیا اور قصیدہ خوانوں نے شاہ سید کی شان میں قصائد کہے۔ آخر میں مذہب صوفیہ نوربخشیہ میں اتحاد و اتفاق اور

مملکت خداداد پاکستان کی بقاء اور سلامتی کے لیے دعائیں مانگی گئیں۔

نور علی جنرل سکریٹری

این وائی ایف ذوغمی یونٹ

چھومیک مسجد سکسہ کا سنگِ بنیاد:

اہل سکسہ کی اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر ہونے والی مسجد چھومیک سکسہ کا سنگ بنیاد رکھنے کے موقع پر ایک شاندار اجتماع ہوا جس میں سید محمد کاظمی صاحب پیش امام جامع مسجد سکسہ نے اپنے دست مبارک سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔

اس موقع پر جناب فقیر محمد ابراہیم صاحب خپلوی، حاجی محمد علی صاحب ٹیلر، غلام علی حیدری صاحب، سید عباس صاحب ہیڈ ماسٹر، سید ذاکر حسین صاحب، اور این وائی ایف سکسہ کے ممبران کے علاوہ عوام کی کثیر تعداد موجود تھی۔ واضح رہے کہ فقیر محمد ابراہیم صاحب نے سکسہ میں پانی کی شدید قلت کے پیش نظر چشمہ کے اوپر جنوب کی جانب مسجد بنانے کا مشورہ دیا تھا اور این وائی ایف سکسہ اور معززین سکسہ نے اس کا خیر مقدم کرتے ہوئے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا۔

سکریٹری نشر و اشاعت

این وائی ایف سکسہ

لائبریری کا دورہ:

انجینیر عبداللہ کی سرکردگی میں مختار احمد صاحب، غلام مہدی صاحب ایم اے، صوبیدار ظفر احمد صاحب، سید عباس صاحب اور صوبیدار غلام محمد نے معروف کرفی لائبریری سکسہ کا دورہ کیا۔ اس موقع پر این وائی ایف سکسہ کے سرپرست سید ذاکر حسین صاحب بھی موجود تھے۔ معزز مہمانوں نے لائبریری کی اعانت کا وعدہ کیا جبکہ شیر محمد صاحب لائبریرین نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

سکریٹری نشر و اشاعت

این وائی ایف سکسہ

سکسہ ویلفیر ایسوسی ایشن کی کابینہ سازی:

سکسہ ویلفیر ایسوسی ایشن کا ایک اجلاس تنظیم کے سرپرست اعلیٰ غلام علی حیدری نمبردار سکسہ کی زیر نگرانی مرکزی دفتر سکسہ میں منعقد ہوا جس میں تنظیم کی نئی کابینہ تشکیل دی گئی جس کے مطابق حسن خان ڈیچو کو تنظیم کا صدر، محمد حسین حسینی کو جنرل سکریٹری، محمد ابراہیم خلیل کو پریس سکریٹری اور سید محمد اسحاق کو فنانس سکریٹری منتخب کیا گیا۔ منتخب صدر نے شرکائے اجلاس کا شکریہ ادا کرتے عوامی توقعات پر پورا اترنے کے عزم کا اظہار کیا۔

سکریٹری نشر و اشاعت

جامعہ کشمیر میں مردِ ایرانِ صغیر کانفرنس:

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن جامعہ کشمیر کے زیر اہتمام یونیورسٹی آڈیٹوریم میں ایک پروقار محفل "مرد ایران صغیر" کے نام سے منعقد ہوئی جس میں یونیورسٹی کے پروفیسروں، اساتذۂ کرام اور طلباء و طالبات کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ میر محفل مدثر شاہ ہمدانی نے حضرت شاہ ہمدانؒ کی دینی خدمات پر مدلل لیکچر دیا اور شاہ ہمدانؒ کو ممدوح اقبالؒ قرار دیا۔ پروفیسر محمد صدیق اعوان نے شاہ ہمدانؒ کے حالات زندگی اور تبلیغی مساعی پر روشنی ڈالی۔ فیڈریشن کے سابق صدر سید منظور حسین کاظمی، غلام رسول ثاقب اور غلام رضا شاہین نے شاہ ہمدانؒ کی سیرت کو اتحاد عالم اسلام کا رہنما قرار دیا۔

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

مولانا انور علی تھلوی

☆نوائے صوفیہ پڑھے بغیر دل کو سکون نہیں ملتا۔ یہ نوربخشی دنیا کا واحد معیاری رسالہ ہے جو احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کے مشن کو آگے بڑھانے میں مصروف ہے۔ اگرچہ نوربخشی دنیا میں اور لوگ بھی رسالہ نکالتے ہیں مگر بقول اقبالؔ۔

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
شاہیں کا جہاں اور ہے کرگس کا جہاں اور

نوائے صوفیہ کی وساطت سے جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی کتاب "میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ" کی اشاعت پر ملت نوربخشیہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ غازی صاحب کے قلم میں مزید روانی پیدا کرے۔ ان کی نئی کتاب "کلامِ مولا" کی اشاعت کا بے چینی سے منتظر ہوں۔ ان کے لیے میرا مشورہ ہے کہ۔

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

سلمان علی شیگری کراچی

☆ڈاکٹر غازی محمد نعیم صاحب کی کتاب کے متعلق تبیان نامی رسالے میں عجیب سا تبصرہ چھپا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنا قیمتی وقت اور زرِ کثیر صرف کر کے جو کتاب لکھی ہے اس کے بارے میں نفرت کے کلمات نامناسب ہے اور ان کی محنت کو رائیگاں بنانے کی کوشش قابلِ صد افسوس ہے۔

ولایت علی شیگری خطیب جامع مسجد کوتھنگ بالا شیگر

☆ڈاکٹر غازی محمد نعیم کی کتاب "میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ" پڑھنے کا موقع ملا۔ ڈاکٹر غازی نے طب کے مصروف پیشے سے منسلک ہونے کے باوجود نوائے صوفیہ کی اشاعت کو جاری رکھا ہوا ہے دوسری طرف اس ضخیم اور عظیم کتاب کی تالیف آسان کام نہ تھا۔ دین کو سمجھنے اور دینی مسائل سے آگاہی کے لیے نوائے صوفیہ کا ہر گھر میں ہونا ضروری ہے۔

غلام مہدی رضوی چھوار چھورت

☆نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ ڈاکٹر غازی صاحب کی کتاب "میر سید محمد نوربخشؒ اور مسلکِ نوربخشیہ" کی اشاعت پر مبارکباد پیش ہے جس سے ہمیں کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔

شمیم رضا علی مٹھو اسپلہ بھی

☆ نظم و نثر میں کچھ کاوش کی ہے ترمیم و اضافے کے ساتھ موضوع میں تبدیلی کی بھی اجازت ہے۔

راج کورودی حال خمعن

☆سال ۲۰۰۱ء کا چندہ منی آرڈر کیا تھا نہ رسید ملی ہے اور نہ رسالہ آیا ہے۔ ترسیل جاری رکھیں اور چندہ ختم ہونے سے پہلے ہی آگاہ کیا کریں۔

سپاہی محمد ابراہیم نوری نمبر ۷۸۷

آئینہ نوربخشی

بندہ خدا
ذریت آدم
ملت ابراہیم
امت محمد
دین اسلام
کتاب قرآن
کعبہ قبلہ
متابعت سنت
محب علی
سلسلہ ذہب
مذہب صوفیہ
مشرب ہمدانیہ
روش نوربخشیہ
مرید مرشد

اللہم صلی علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ سید نوربخشؒ

محمد حنیفہ

پرتوِ نورِ صداقت شاہ سیّد نوربخشؒ
پیرِ پیرانِ طریقت شاہ سیّد نوربخشؒ
ہادی و مہدی کا حق تُو نے ادا کر ہی دیا
منبعِ رُشد و ہدایت شاہ سیّد نوربخشؒ
ملّتِ اسلام کی شیرازہ بندی تُو نے کی
میرِ احیائے شریعت شاہ سیّد نوربخشؒ
کلمۂ حق سے ترے لرزاں ہوا سلطانِ وقت
سہہ لی ہر قید و مشقت شاہ سیّد نوربخشؒ
ذکرِ حق زنداں کی تاریکی میں جب تو نے کیا
تھا وہی زنداں کی زینت شاہ سیّد نوربخشؒ
زندگی خالق کی خوشنودی میں گزری آپ کی
لے گئے نیکی میں سبقت شاہ سیّد نوربخشؒ
ہے حنیفہؔ بھی ترے ادنیٰ غلاموں کا غلام
اس پہ کر لطف و عنایت شاہ سیّد نوربخشؒ